﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۹ | جمعۃ المبارک ۲۰ ستمبر ۲۰۰۲ء | ۱۱ رجب ۱۴۲۳ ہجری قمری ❁ ۲۰ تبوک ۱۳۸۱ ہجری شمسی | شمارہ ۳۸

## نا اہل نگران

حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی، اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب استحقاق الوالی)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

## توبہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ گناہ کو ترک کرنا اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، بدی چھوڑ کر نیکی کی طرف آگے قدم بڑھانا۔

## توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں۔ یہ برکات کا سرچشمہ ہے

”توبہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ گناہ کو ترک کرنا اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، بدی چھوڑ کر نیکی کی طرف آگے قدم بڑھانا۔ توبہ ایک موت چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پا کر دنیا میں آیا ہے۔ نہ اس کی وہ چال ہو نہ اس کی وہ زبان، نہ ہاتھ نہ پاؤں۔ سارے کا سارا نیا وجود ہو جو کسی دوسرے کے ماتحت کام کرتا ہوا نظر آ جاوے۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں یہ تو کوئی اور ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں۔ یہ برکات کا سرچشمہ ہے۔ درحقیقت اولیاء اور صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے اور پھر اس پر مضبوط ہو جاتے ہیں۔ وہ گناہ سے دُور اور خدا کے قریب ہو جاتے ہیں۔ کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی، قطب اور غوث کہلا سکتا ہے۔ اسی حالت میں وہ خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اس کے بعد بلائیں اور مصائب جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں۔

اس سے یہ خیال نہ آوے کہ پھر انبیاء اور نیک مومنوں کو کیوں تکلیفیں آتی ہیں؟ ان لوگوں پر بھی بعض بلائیں آتی ہیں اور ان کے واسطے آثار رحمت ہوتی ہیں۔ دیکھو ہمارے نبی آنحضرت ﷺ پر کیسی کیسی مصائب آئی تھیں۔ اُن کو گننا بھی کسی بڑے دل کا کام ہے۔ ان کے نام سے ہی انسان کے بدن پر لرزہ آتا ہے۔ پھر جو کچھ سلوک آنحضرت ﷺ کے ہمراہیوں سے ہوئے ان کی بھی تاریخ گواہ ہے۔ کیا کوئی ایسی بھی تکلیف تھی جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو پہنچائی نہ گئی ہو؟ جس طرح ان کی ایذادہی میں کفار نے کوئی دقیقہ باقی نہ اٹھا رکھا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے کمالات میں کوئی کمی باقی نہ رکھی۔ اصل میں ان لوگوں کے واسطے یہ مصائب اور سختیاں تریاق ہو جایا کرتی ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے خدا کی رحمت کے خزانے انہیں سختیوں ہی کی وجہ سے کھولے جاتے ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است      زیر آں گنج کرم بنہادہ است

مگر ایسے وقت میں انسان کو چاہئے کہ صبر جمیل کرے اور خدا تعالیٰ سے بدظن نہ ہو۔ وہ لوگ تو خدا کے اسلام کو انعام کے رنگ میں دیکھتے ہیں اور ابتلا میں لذت پاتے ہیں۔ قرب کے مراتب جس طرح جلد ابتلا کے وقت میں طے ہوتے ہیں وہ یوں زہد و تعبّد یا ریاضت سے تو سالہا سال میں بھی تمام نہیں کئے جاتے۔ ان لوگوں میں سے جو خدا کے قرب کا نمونہ بنے اور خلق کی ہدایت کا تمغہ ان کو دیا گیا وہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہوئے، ایک بھی نہیں جس پر کبھی نہ کبھی مصائب اور شدائد کے پہاڑ نہ گرے ہوں۔ ان لوگوں کی مثال مشک کے نافہ کی سی ہوتی ہے۔ وہ جب تک بند ہے اس میں اور ایک پتھر یا مٹی کے ڈھیلے میں کچھ تفاوت نہیں پایا جاتا۔ مگر جب اس پر سختی سے جراحی کا عمل کیا جاوے اور چھُری یا چاقو سے چیرا جاوے تو معاً اس میں سے ایک خوشکن خوشبو نکلتی ہے جس سے مکان کا مکان معطّر ہو جاتا ہے اور قریب آنے والا بھی معطّر کیا جاتا ہے۔ سو یہی حال انبیاء اور صادق مومنوں کا ہے کہ جب تک ان کو مصائب نہ پہنچیں تب تک ان کے اندرونی قویٰ چھپے رہتے ہیں اور ان کی ترقیات کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے قویٰ دو قسم کے موقعوں پر اظہار پذیر ہوتے ہیں۔ بعض تو مصائب و شدائد اور دُکھوں کے زمانہ میں۔ کیونکہ یکطرفہ کارروائی قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایک شخص جس نے بچپن سے خوشحالی اور آرام و آسائش کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں اس کے قویٰ کا پورا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور دوسرا جو بچپن سے غربت کی مار اور بدحالی میں مبتلا رہا ہے اس کے قویٰ کا بھی پورا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کسی شخص کے اخلاق فاضلہ اور اس کے خُلق کے متعلق اس کے حالات کا اندازہ تب ہی ہو سکتا ہے جب اس پر انعام و ابتلا ہر دو طرح کے زمانے آ چکے ہوں۔ سو اس امر کے دیکھنے کے لئے بھی ہمارے نبی ﷺ کی سی اور کوئی مثال نہیں کیونکہ باقی انبیاء میں سے اکثر ایسے تھے کہ انہوں نے نہایت کار ایک زمانہ دیکھا دوسرے کی نوبت ہی نہیں آئی“۔ (ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۴)

## جو لوگ دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کے غلام بن جائیں گے ان کو وہ نور ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائے گا کہ جو ان کو غیر اللہ سے رہائی دے دے گا اور وہ گناہ سے نجات پا جائیں گے

(اللہ تعالیٰ کی صفت النور کے متعلق آیت قرآنی، حدیث نبوی اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا بیان)

**(خلاصہ خطبہ جمعہ ۶ ستمبر ۲۰۰۲ء)**

(لندن ۶ ستمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۲۰ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ اس آیت میں مذکور ہے کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ کے حضور صدیق اور شہید ٹھہرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث نبوی کے حوالہ سے بتایا کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اس سلسلہ میں دریافت کیا کہ وہ لوگ کون ہیں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہید ہیں لیکن نبی اور شہید بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مرتبے اور قربت پر

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

**آپ اسلامی حکمت، اخلاق اور روحانیت پر جو کہ قرآن کی تعلیم ہے زور دیتے ہیں اور آپ جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں**

**احمدیہ جماعت کے لوگ اپنے عقائد کی بنا پر بے جا ظلم و ستم کا شکار ہیں پھر بھی وہ رفاہِ عامہ اور خیراتی کاموں میں مختلف ملکوں میں مصروف ہیں**

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر لارڈ ایرک ایوبری (Lord Eric Avebury) کا حاضرین سے خطاب)

لارڈ ایرک ایوبری ایک انسان دوست، منکسر المزاج انسان ہیں اور ایک عرصہ سے انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ انسانی حقوق کی علمبرداری میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں اور نسلی امتیاز کے خلاف آواز اٹھاتے رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر آپ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"Assalao Alaikum! For me, it is a great privilege to be here amongst you in this wonderful gathering. As I understand, this includes people not only form the United Kingdom itself, but many Ahmadis who have come here from Germany, Switzerland, Holland and Scandinavia; and I feel it is an immense privilege to be with you at this Convention because, for many years I have been a warm admirer of the Ahmadi Community in Britain and have been impressed by the contribution you have made to the society here, since the London Mosque was built over 3/4 of a century ago. I have witnessed the growth and flourishing of the Community here and I congratulate you on the success of many members of your Community and the increasing contribution that you all are making to our national life here.

I am also a friend of Pakistan, I have been equally aware of the role Ahmadis played in the early years if independence, with such distinguished members as Sir Zafrullah Khan who became President of the UN General Assembly and Dr. Abdus Salam, Nobel Laureate in Physics. But then Zulfikar Ali Bhutto played the Mullah card when he declared Ahmadis non-Muslim and after him the dictator General Zia-ul-Haq promulgated the notorious Ordinance XX. We denounced that Ordinance at that time and we denounce it even now. This Ordinance is now embodied in the penal code of Pakistan, denying the right of Ahmadis to freedom of worship and laying the ground for persecution, discrimination and violence against Ahmadi Community, and driving many of them into exile.

As you have heard your National President that in April 2000, we had an hour and a half long meeting with General Musharraf. Myself and Tony Colman MP, as you know him well who is Representative for Putney. General Musharraf listened carefully to what we said. We were encouraged when he attended the Human Rights programme that, perhaps, we were beginning to see the dismantling of the Laws against Ahmadis. But, unfortunately again, it was the influence of Mullahs that prevailed and we see no chink of light in the distance as General Musharraf continues to consolidate his power.

I really and sincerely hope that re-introduction of democracy in Pakistan will give a better hope for the Ahmadis in Pakistan; because, if you look back over the years, the extremists have never represented more than 8% of the population. I honestly believe that people of Pakistan would like to return to the ideals of the Quaid-e-Azam. We need a new Pakistan, a new interpretation of the ideals of Quaid-e-Azam today.

Your founder taught that the holy war was a spiritual battle, to be fought with persuasion, logic, patience and perseverance. He believed that Ahmadis would be victims of hostile forces, but they were not to shed blood in the name of religion. And so it has turned out, that by peaceful means, the Ahmadiyyat has expanded rapidly into, I think, no less than 175 countries of which you see many representatives here today, with a world wide membership exceeding 150 million.

I think, personally, the message of peace, love and compassion for the less fortunate is one of universal appeal and this perhaps is the secret of your success. You rely on Islamic wisdom, morality and spirituality, as set out in the Holy Quran. You practice what you preach in bringing medical and educational services to some of the poorest countries in the world. The Ahmadis are a generous community, not just with their money but with the free gift of their time and expertise to people who are even less fortunate than themselves. It is wonderful that even though Ahmadis are suffering unmerited persecution for their beliefs, the charitable work the community does in other countries proceeds unabated, even when the mullahs stir up trouble in those countries through their connections.

It is always a privilege to be with you, and even more so to be able to pay this tribute to the strength of your faith and your commitment to the betterment of humankind, before this large audience. I pay particular tribute to the Supreme Head, Hadrat Mirza Tahir Ahmad, whose wise leadership has carried you through turbulent and difficult times. And, his leadership will, I believe, carry the Ahmadi Community, not just in Britain but throughout the world, to a great future and that your Community will benefit the whole Human kind."

السلام علیکم! مَیں اسے اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتا ہوں کہ اس شاندار جلسے میں شریک ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس جلسہ میں نہ صرف برطانیہ بلکہ جرمنی، ہالینڈ اور دوسرے ممالک سے بھی مندوبین شامل ہیں۔ اس جلسہ میں شمولیت میرے لئے اس لئے بھی ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ مَیں جماعت احمدیہ برطانیہ کا ایک عرصہ سے مداح ہوں۔ آپ نے ملک کے معاشرے کی بہتری کے لئے جو کام پچھلی پون صدی میں کئے ہیں ان سے میں بہت متاثر ہوں۔ مَیں نے آپ کی جماعت کو اس ملک میں بڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے ملک کی قومی زندگی میں بہت مثبت کردار ادا کیا ہے۔

مَیں پاکستان کا بھی دوست ہوں اور مجھے اچھی طرح سے علم ہے کہ پاکستان بننے میں جماعت احمدیہ نے جو کردار ادا کیا خاص طور پر چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے جو کہ UN اسمبلی کے پریذیڈنٹ بھی رہے اور ڈاکٹر عبدالسلام جنہیں نوبل انعام ملا۔ لیکن اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی مُلّاں والی چال چلی اور آمر مطلق ضیاء الحق نے اپنا بدنام زمانہ آرڈیننس ۲۰ جاری کیا۔ ہم نے اس آرڈیننس کی ہمیشہ مذمت کی ہے اور آج بھی کھلم کھلا مذمت کرتے ہیں۔ یہ آرڈیننس اب پاکستان کا ایک قانون بن چکا ہے جس نے احمدیوں کی عبادت کرنے کی آزادی سلب کر لی ہے اور کئی ایک کو ہجرت کرنے اور جلاوطن ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

جیسا کہ آپ کے امیر جماعت نے آپ کو بتایا ہے کہ ہم نے اپریل ۲۰۰۰ء میں پریذیڈنٹ مشرف سے ملاقات کی جو کہ ایک گھنٹہ جاری رہی۔ میرے ساتھ آپ کے پٹنی کے ممبر پارلیمنٹ ٹونی کولمین بھی شریک تھے۔ جنرل مشرف نے ہماری بات غور سے سنی اور ہمارے لئے یہ امر حوصلہ افزا تھا جب انہوں نے انسانی حقوق کے پروگرام میں یہ اعلان کیا کہ وہ احمدیوں کے خلاف جو قانون بنے ہیں انہیں ختم کر دیں گے۔ لیکن بدقسمتی سے ایک بار پھر مُلّائیت ہی برقرار رہی اور جنرل مشرف اپنی طاقت مضبوط کرنے کے لئے ان کی طرف جھک گئے۔

مَیں حقیقتاً اور بہت اخلاص سے امید رکھتا ہوں کہ جمہوریت کے رائج ہونے سے احمدیوں کے حالات کی بہتری کی امید کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اگر آپ ماضی میں دیکھیں تو انتہا پسند کبھی بھی آٹھ فیصد سے زیادہ نمائندگی نہیں لے سکے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ پاکستان قائداعظم کے نصب العین کی طرف رجوع کرے گا اور ہمیں قائداعظم کے نصب العین کی آج ایک نئی تشریح کی شدت سے ضرورت ہے۔

آپ کے بانی سلسلہ نے یہ تعلیم دی ہے کہ جہاد ایک روحانی جنگ ہے جس کے ہتھیار ترغیب، فراست، صبر اور مستقل مزاجی ہیں۔ ان کا یقین تھا کہ احمدیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جائے گا۔ لیکن احمدیوں کو مذہب کے نام پر خون بہانا منع ہے۔ اور حقیقتاً یہی ہوا ہے کہ پرامن ذرائع سے جماعت احمدیہ اس وقت ۱۷۵ ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور ۱۵ کروڑ سے زیادہ پیرو ہیں۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ امن، محبت اور تلطف کا پیغام دنیا بھر کے غریب عوام کے لئے ایک خاص دلکشی رکھتا ہے۔ آپ اسلامی حکمت، اخلاق اور روحانیت پر جو کہ قرآن کی تعلیم ہے زور دیتے ہیں اور آپ جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ مثلاً غریب ملکوں میں آپ کی مساعی جہاں آپ طبی اور تعلیمی امداد دے رہے ہیں۔ یہ کیسا خوبصورت موازنہ ہے کہ احمدیہ جماعت کے لوگ اپنے عقائد کی بنا پر بے جا ظلم و ستم کا شکار ہیں پھر بھی وہ اپنے رفاہ عامہ اور خیراتی کاموں میں مختلف ملکوں میں مصروف ہیں۔ حتیٰ کہ جب مُلّاں ان ملکوں میں ان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر بھی وہ اپنے کام سے نہیں رکتے۔

آپ کے پاس آنا میرے لئے ہمیشہ باعث فخر رہے گا خاص طور پر آپ کے ایمان کی پختگی اور انسانیت کی بہتری کے لئے آپ کی مساعی پر میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

مَیں خاص طور پر آپ کے سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن کی دانشمند قیادت نے آپ کو مشکلات کے گرداب سے بچا لیا اور مجھے امید واثق ہے کہ ان کی قیادت جماعت احمدیہ کے لئے نہ صرف برطانیہ میں بلکہ پوری دنیا میں ایک روشن مستقبل پیدا کرے گی جس سے ساری انسانیت کو فائدہ ہوگا۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

رشک کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ بہت سادہ طبع اور غیر معروف خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے مابین کوئی قریب رحمی تعلقات بھی نہیں ہوتے مگر وہ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور صاف دلی سے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے قیامت کے دن نور کے منبر رکھے گا اور ان پر انہیں بٹھائے گا۔ پھر ان کے چہرے بھی نورانی بنادے گا اور ان کے کپڑوں کو بھی نورانی بنادے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ جو لوگ دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کے غلام بن جائیں گے ان کو وہ نور ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائے گا کہ جو ان کو غیر اللہ سے رہائی دے دے گا۔ اور وہ گناہوں سے نجات پا جائیں گے۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے آپ کو خاک کر دیں اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلیں اللہ تعالیٰ ان کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرے گا اور وہ انہیں نور اور روشنی عطا کرے گا۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض فارسی اشعار کا ترجمہ پڑھ کر سنایا جن میں آپؑ فرماتے ہیں کہ انسانوں میں سے وہی خدا کی طرف سے کامل ہوتا ہے جو روشن نشانوں کے ساتھ خدا نما ہوتا ہے۔ اس کے چہرہ سے عشق اور صدق و صفا کا نور چمکتا ہے۔ کرم، انکسار اور حیا اس کے اخلاق ہوتے ہیں۔ اس یارِ ازل کی محبت کا نور اس کے چہرے سے برستا ہے۔ اور اس عالی جناب کی شان کی اس میں چمک ہوتی ہے۔ پھر حضور علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میرا باطن اس نور کی محبت سے بھرپور ہے جس سے گمراہی کے زمانے میں روشنی ہوا کرتی ہے۔ مَیں روشن اور چمکدار سورج کی طرح نور پھیلا رہا ہوں۔

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۲ء

# سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلمی جہاد

(عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن)

(دوسری اور آخری قسط)

## آفاقی اور عالمگیر قلمی جہاد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کی برکت سے آپ کے جہاد کا دائرہ عالمگیر تھا۔ باوجود مالی وسائل نہ ہونے کے، باوجود اس بات کے کہ آپ ایک ایسی بستی میں رہتے تھے جو گمنامی کے لحاظ سے مثل غار تھی جہاں طباعت، اشاعت اور ترسیل کی سہولتیں ابتداء میں موجود نہ تھیں اور ابتداء میں آپ کے مساعدین کی تعداد بھی نہ ہونے کے برابر اور بعد میں بھی بہت ہی محدود تھی ان سب موانع کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور اشتہارات کو اکناف عالم میں پھیلایا۔ بلاد عربیہ کے علاوہ امریکہ برطانیہ، افریقہ اور دنیا کے دور دراز ملکوں میں حق و صداقت کی آواز کو ہر ممکن طریق سے پہنچایا۔ اصل کتب بھی ارسال کیں اور تراجم بھی۔ دستی بھی اور بذریعہ ڈاک بھی۔ عوام الناس کے لئے بھی اور خواص کے نام بھی۔ الغرض آپ نے اس میدان میں بھی سعی بلیغ فرمائی اور پیغامِ حق پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قلمی جہاد کوئی عارضی اور وقتی جہاد نہیں بلکہ زندہ و تابندہ اور جاری و ساری جہاد ہے جس کا سلسلہ آپ کے وصال سے منقطع نہیں ہوا۔ آپ کی تحریرات زندہ تحریرات ہیں اور زندگی بخش بھی۔ ہدایت اور روشنی سے بھری ہوئی تحریرات کا فیضان زمان و مکان کی حدود سے بالا ہے اور آج سو سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آپ کے قلمی جہاد کے شاہکار آسمان ہدایت پر ستاروں کی طرح جگمگاتے ہیں۔ آج اکنافِ عالم میں پھیلے ہوئے احمدی مبلغین انہی کتابوں سے نور حاصل کرتے اور اسی نور سے دنیا کو منور کر رہے ہیں۔ یہ قلمی جہاد عالمگیر ہے اور ہر آن پھیلنے اور بڑھنے والا جہاد ہے جس کا دائرہ ہر آن وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جو کتب تحریر فرمائیں وہ اکنافِ عالم میں بار بار چھپ رہی ہیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کے تراجم ہو چکے ہیں جو شائع ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کتابوں کا فیضان اس رنگ میں بھی جاری ہے کہ جو دلائل ان کتابوں میں بیان ہوئے ہیں وہی آج مبلغین اور داعیان الی اللہ کے ہاتھوں میں ایک ہتھیار کے طور پر ہیں جن کو استعمال کر کے وہ فتوحات پر فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا یہ قلمی جہاد ایک سدا بہار درخت کی طرح ہے جو شرق و غرب میں ہر موسم میں فتوحات کے تازہ پھل عطا کر رہا ہے۔

قلمی جہاد کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے اردو کے علاوہ اُمُّ الْاَلسِنَہ عربی میں بھی بیس سے زائد کتابیں لکھیں اور فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے ایسی بلند پایہ کتب کہ عرب کے علماء اور فضلاء بھی ان کی عظمت کے قائل ہیں۔ آپ نے غیر عرب ہوتے ہوئے عرب علماء کو مقابل پر بلایا بالخصوص قرآن مجید کے معارف اور تفسیر کے بیان میں آپ نے ساری دنیا کو مقابلہ کا چیلنج دیا۔ کوئی آپ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ آپ کو اعجازی رنگ میں عربی کا علم اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمایا۔ ایک رات میں عربی زبان کے چالیس ہزار مادوں کے علم سے نوازا۔ اور پھر خطبہ الہامیہ کا اعجازی نشان دکھایا۔ ان عربی کتب کے ذریعہ آپ نے بلاد عربیہ میں براہ راست تبلیغ کا اعزاز حاصل کیا جو آپ کے قلمی جہاد کا ایک منفرد اور امتیازی کمال ہے۔

## ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغِ اسلام

اپنے آقا و مولیٰ، نبیٔ مقتدیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقوشِ پا کی پیروی کرنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح کی غذا تھا۔ اس کی ایک ایمان افروز مثال یہ ہے کہ ہادیٔ برحق، رسول پاک ﷺ نے باوجود اُمّی ہونے کے اپنے وقت کے عظیم ترین حکمرانوں کو تبلیغی خطوط کے ذریعہ دعوت اسلام دی اور اس طرح قلمی جہاد کی مبارک سنت قائم فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مبارک اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے، انگریزی زبان نہ جاننے کے باوجود، اپنے وقت کی ایک عظیم ترین حکمران ملکہ وکٹوریہ، قیصرۂ ہند وانگلستان کو دعوتِ اسلام دی اور بڑی شان کے ساتھ یہ فریضہ سرانجام دیا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء میں جب ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی بڑی دھوم دھام سے منائی جارہی تھی آپ نے اس موقع پر تبلیغ اسلام کا ایک خوبصورت اور مؤثر طریق یہ نکالا کہ آپ نے ملکہ معظمہ کے نام ایک تفصیلی مکتوب لکھا جو بعد ازاں "تحفۂ قیصریہ" کے نام سے شائع ہوا۔ دنیا کے لوگ تو ان مواقع پر رسماً مبارکباد کے پیغامات پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنے بیانات میں مبالغہ یا مداہنت سے کام لیتے ہیں لیکن مامورِ زمانہ، حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے نہ صرف ملکہ کو پُرخلوص مبارکباد دی بلکہ دلی دعاؤں کے ساتھ "اَسْلِمْ تَسْلَم" کے اسوۂ مبارکہ کی متابعت میں' بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ، اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ادب کے تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے آپ نے اسلام کا پیغام اور دیگر ادیان پر اسکی فضیلت کو واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا۔ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر محاکمہ کرتے ہوئے ان کی کمزوری اور غلطی کو خوب واضح کیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ آج کل جو کچھ عیسائیت کے بارہ میں سکھایا جارہا ہے یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی مقام کی وضاحت کرتے ہوئے ذکر فرمایا کہ مَیں نے کشفی بیداری میں حضرت مسیح علیہ السلام سے ملاقات اور بات چیت کی ہے اور انہوں نے موجودہ عیسائی عقائد سے بیزاری اور بریت ظاہر کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مثیلِ مسیح کے طور پر بھیجا ہے اور میرے آنے کا مقصد توحید خالص کا قیام ہے۔ آپ نے ملکۂ معظمہ کو تجویز پیش کی کہ جس طرح قیصر روم نے ایک جلسے میں دلائل سننے کے بعد توحید کا مذہب اختیار کیا تھا اسی طرح مناسب ہوگا کہ لندن میں ایک عظیم جلسہ مذاہب منعقد کیا جائے۔ آپ نے قرآن مجید کے محاسن اجاگر کرنے کے بعد آخر میں یہ دعا دی کہ قیصرۂ ہند ملکہ معظمہ مخلوق پرستی کو چھوڑ کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پر اس کا خاتمہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انداز بیان میں ادب و احترام کے ساتھ ساتھ، ایک غیر معمولی شوکت اور جلال پایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو سال کے بعد ملکہ معظمہ کے نام ایک اور خط یاد دہانی کے طور پر لکھا جو ۱۸۹۹ء میں "ستارۂ قیصریہ" کے نام سے شائع ہوا۔ اس خط میں بھی نہایت پر حکمت انداز میں اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے یہ دونوں مکتوبات آپ کے قلمی جہاد اور دعوت الی اللہ کے شاہکار ہیں۔

## نشان نمائی کی دعوتِ عام

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قلمی جہاد کا یہ پہلو بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ آپ نے بیک وقت دنیا کے سب بڑے بڑے مذاہب کے مقابل پر جہاد کا علم بلند فرمایا۔ آپ نے چومکھی لڑائی لڑی۔ اور ان سب کے سامنے زندہ خدا، زندہ رسول اور زندہ کتاب رکھنے والے اسلام کو بڑی تحدی اور جلال کے ساتھ پیش کیا۔ ان سب کو بار بار مقابلہ کی دعوت دی کہ آؤ اور مجھ سے ان روحانی میدانوں میں مقابلہ کر لو۔ آپ نے ذاتی مشاہدہ اور تجربہ کی بنیاد پر اس چیلنج کو بار بار دہرایا۔ نشانی نمائی کی دعوت عام دی۔ قبولیتِ دعا میں مقابلے کی دعوت دی۔ انعامات مقرر کئے۔ اور ہر طریق سے سب کو مقابل پر آنے کی دعوت دی۔ لیکن یہ ایک عظیم تاریخی حقیقت ہے کہ کسی مذہب کا کوئی نمائندہ بھی مردِ میدان بن کر مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس طرح حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ان سب پر اسلام کی برتری کو ایک بار نہیں بار بار ثابت کر دکھایا۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس اجمال کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقصد بعثت کے مطابق ایک طرف تو ہر محاذ پر اسلام کا ایسا کامیاب دفاع فرمایا کہ مخالفین نے بھی آپ کو ایک فتح نصیب جرنیل کا خطاب دیا اور دوسری طرف غیر مذاہب کو اسلام کے مقابل پر آنے کی دعوت دی اور اس میدان میں اِتمامِ حجت کر کے ان سب کو لاجواب کر دیا۔

سب سے پہلے تو آپ نے مارچ ۱۸۸۵ء میں مذاہب عالم کو نشان نمائی کی دعوت دی۔ آپ نے ایک زوردار اشتہار اس مضمون کا شائع کیا کہ دین اسلام کی حقانیت اور قرآن مجید کی صداقت میں کسی کو شک ہو تو مَیں اسے دعوت عام دیتا ہوں کہ ایسا شخص طالب صادق بن کر قادیان آئے، ایک سال تک میری صحبت میں رہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی تائید سے کوئی نشان دکھایا جائے گا۔ شرط یہ ہوگی کہ نشان دیکھ کر پھر اسے اسلام قبول کرنا ہوگا۔ اگر ایک سال میں کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کریں تو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ہرجانہ ادا کیا جائے گا۔ بلکہ آپ نے یہ پیشکش بھی کی کہ:

"اس دو سو روپیہ ماہوار کو آپ اپنے شایان شان نہ سمجھیں تو اپنے حرجِ اوقات کے عوض یا ہماری وعدہ خلافی کا جرمانہ، جو آپ اپنی شان کے لائق قرار دیں گے ہم اس کو بشرطِ استطاعت قبول کریں گے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۱۔۲۲)

اس دعوتِ نشان نمائی کو اردو اور انگریزی میں ترجمہ کروا کے بیس ہزار کی تعداد میں چھاپ کر، نہ صرف ہندوستان کے جملہ معروف علماء اور عمائدین کو ارسال کیا گیا بلکہ ساری دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں، وزراء، مصنفین اور دینی راہنماؤں کو رجسٹری ڈاک کے ذریعہ ارسال کیا گیا۔ حتی الوسع دنیا کے کسی معروف دانشور کو نہ چھوڑا گیا۔ اس کثرت سے اس عالمگیر دعوت کی اشاعت کی گئی کہ مذہبی دنیا میں ایک زبردست زلزلہ پیدا ہو گیا۔ لیکن جس جس کو یہ دعوت ملی وہ اس کی شوکت سے مبہوت ہو کر رہ گیا اور کسی ایک شخص کو بھی دعوت قبول کرنے کی ہمت اور توفیق نہ ہو سکی۔ کون ہے جو اللہ کے شیر سے مقابلہ کی جرأت کر سکے؟

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اہل دنیا پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ اسلام ہی حقیقت میں ایک زندہ مذہب ہے، قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے اور محمدؐ رسول اللہ ﷺ ہی زندہ نبی ہیں۔ یہ مقصد اور اس کا حصول آپ کو جان سے زیادہ عزیز تھا۔ آپ ہمیشہ ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے جن سے یہ مقصد حاصل ہو سکے۔ ہر موقعہ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے اور خود بھی ایسے مواقع پیدا فرماتے جن سے دیگر مذاہب سے مقابلہ ہو اور اس طرح اسلام کی فضیلت اور برتری ظاہر ہو سکے۔ اس کی ایک صورت آپ نے اس رنگ میں بارہا پیدا کی کہ سب مذاہب کو بار بار دعوتِ مقابلہ دی۔ ۱۸۸۰ء میں آپ نے قلمی جہاد کا باقاعدہ تصنیف کے ذریعہ آغاز کیا تو براہین احمدیہ کے دلائل کا جواب دینے یا دلائل کو توڑنے کی دعوت دی لیکن کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ ۱۸۸۵ء میں سب کو مقابل میں نشان نمائی کی دعوت دی۔ کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہو سکی۔ ۱۸۹۲ء میں آپ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں ایک بار پھر اسلام کے مقابل پر روحانی مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا:

"اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کے لئے یہ خوب موقع ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امورِ غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو مَیں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائیداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اس کے حوالے کر دوں گا۔ جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

میں اس کو تسلی دوں گا....... میرا خدا واحد شاہد ہے کہ میں ہرگز فرق نہیں کروں گا اور اگر سزائے موت بھی ہو تو بدل و جان روا رکھتا ہوں....... اور اگر اب بھی میری طرف منہ نہ کریں تو ان پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو چکی"۔(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۶،۲۷۸)

آپ کی اس دعوت کو خوب مشتہر کیا گیا لیکن کسی مذہب کے ایک نمائندے نے بھی اس فیصلہ کن میدان میں قدم رکھنے کی جرأت نہ کی۔

## بار بار دعوتِ مقابلہ

ایک بار پھر آپ نے زندہ اور مردہ خدا میں مقابلہ کی دعوت دی تا اس ذریعہ سے اسلام کی فضیلت ثابت کرنے کی کوئی صورت پیدا ہو سکے۔ ۱۸۹۷ء میں آپ نے بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا:

"اسلام سچا ہے۔ مَیں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ اور کیا یہودی اور کیا برہمو۔ اس سچائی کے دکھلانے کے لئے بلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے.........اگر دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک کوئی عیسائی طالب حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس باہم امتحان کے لئے چالیس دن کافی ہیں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۱۲)

اسی اشتہار میں آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ پھر فرمایا:

"مَیں میدان میں کھڑا ہوں اور صاف صاف کہتا ہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے ......اور زندہ خدا میرے سر پر ہے۔ کوئی ہے، مَیں پھر کہتا ہوں کہ کوئی ہے کہ اس آزمائش میں میرے مقابل پر آوے"۔(صفحہ ۳۱۳)۔

آٹھ روز بعد آپ نے پھر ایک اور اشتہار دیا۔ ایسی تحدی اور جلال تھا اس للکار میں کہ مخالفین اسلام کی صفوں میں سناٹا چھا گیا اور ایک بھی مرد میدان مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔ کسی ایک کو بھی دم مارنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

یہ تو اس میدانِ مقابلہ کا ذکر ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب مذاہب والوں کو مجموعی رنگ میں مقابلہ کی دعوت دی اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ لیکن اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ الگ الگ طور پر بھی ان سب مذاہب کو دعوت مقابلہ دی اور اس طرح سب مذاہب کو دلائل و براہین کے میدان میں بالکل نہتا کر کے اسلام کی عظمت کا علم لہرایا۔ یہ داستان بہت ہی ایمان افروز ہے اور ایک ایسے جری مجاہد کا تصور آنکھوں کے سامنے ابھرتا ہے جو اس شان سے میدان جہاد میں اترتا ہے کہ ہر آن منزل پر نظر مرکوز ہے۔ کوئی خوف، لالچ، کوئی طمع اور کوئی وسوسہ اس کا راستہ نہیں روکتا، وہ عواقب سے بے نیاز آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، ہر مشکل کا حل تلاش کرتا ہوا، جانفروشی سے دشمن پر پے در پے حملے کرتا ہے نئے سے نئے انداز اختیار کرتا ہے اور اس وقت تک دم نہیں لیتا جب تک دشمن کی ہر تدبیر اور کوشش کو ناکام بنا کر اپنی فتح کے لئے مستحکم بنیاد استوار نہیں کر لیتا۔

## تردیدِ عیسائیت

تیرھویں صدی کے آخر پر اسلام انتہائی غربت کی حالت میں تھا۔ عیسائی پادریوں نے اسلام اور اہل اسلام کو اپنے نرغہ میں لے رکھا تھا۔ لاکھوں مسلمان اسلام کی روشن شاہراہ کو چھوڑ کر عیسائیت کے تاریک غار میں دھکیلے جا چکے تھے اور اس پر بس نہیں بلکہ عیسائی مناد جان ہنری بیروز علی الاعلان اس عزم کا اظہار بھی کر رہا تھا کہ ہم عنقریب (خاکش بدہن) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر بھی عیسائیت کا پرچم لہرا دیں گے۔

الغرض عیسائیت کی اس روز افزوں ترقی کو دیکھ کر اور بلند بانگ دعاوی سن کر اہل اسلام ایک عاجز اور لاچار انسان کی طرح چپکے بیٹھے تھے۔ کسی میں اتنی ہمت اور اتنی سکت نہ تھی کہ وہ مرد میدان بن کر باہر نکلتا اور عیسائیت کا مقابلہ کرتا۔ اسلام کی کشتی کو اعتراضات اور حملوں کے منجدھار میں دیکھ کر دردمندان اسلام کے دل بارگاہ احدیت میں مدد و نصرت کے لئے ناصیہ فرسا تھے۔

بالآخر وہ ساعتِ سعد آ گئی جس کے لئے لاکھوں دل بے تاب اور کروڑوں انسان چشم براہ تھے۔ قادیان کی گمنام بستی سے اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کے عاشق صادق مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتخاب فرمایا اور اسلام کے غلبہ بر ادیان باطلہ کے لئے آپ کو خلعتِ ماموریت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کا دل شروع ہی سے خدمتِ اسلام کے بے پناہ جذبہ سے معمور تھا اور اب جبکہ خدا تعالیٰ نے اسلامی غلبہ کی مہم آپ کے ہاتھ میں دے دی تو آپ نے اُس قادر و توانا کے حکم سے اور اُسی کی مدد و نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے کشتیٔ اسلام کے پتوار سنبھال لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جَرِیُ اللّٰهِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کا عظیم الشان خطاب عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ ایک دنیا نے دیکھا کہ انتہائی ظلمت و ضلالت اور یاس و ناامیدی کے دور میں یہی ایک پہلوان تھا جس نے اسلام کی عظمتِ رفتہ کو پھر سے قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ وہ مسلمان جو عیسائیوں کے آگے مغلوب نظر آتے تھے اور دل چھوڑ بیٹھے تھے ان کو آپ ہی نے تسلی دیتے ہوئے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا:

☆"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ ....... یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا"۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ حاشیہ صفحہ ۲۵۴)

نیز آپ نے فرمایا:

☆"سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے"۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰)

آپ کے ان پُرشوکت اعلانات سے ساری دنیا چونک اٹھی۔ حقیقی مسلمانوں کے دل خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھے اور دوسری طرف عیسائی دنیا پر یہ اعلان ایک آسمانی بجلی بن کر گرا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے مذہبی دنیا میں ایک نیا نقش ہویدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پانسہ پلٹ گیا۔ عیسائی مذہب جو اس سے قبل اسلام کو اپنا شکار سمجھتا تھا اور اس یقین پر قائم تھا کہ مذہب اسلام اب چند دنوں کا مہمان ہے، خود مغلوب ہو گیا اور اسلام جسے ایک جسد بے جان خیال کیا جاتا تھا دیگر سب ادیان پر غالب آ گیا اور یہ خدائی وعدہ بڑی شان و شوکت اور عظمت و جلال کے ساتھ پورا ہوا کہ ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾۔

حضور علیہ السلام کے زمانہ میں دشمن تلوار کی بجائے قلم لے کر حملہ آور ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے سنتِ انبیاء کے مطابق اسی حربے سے دشمنوں کا جواب دیا جو انہوں نے اختیار کیا تھا۔ آپ نے اپنے قلم کو جنبش دی اور آپ کے مبارک قلم سے وہ عظیم الشان انقلاب آفریں لٹریچر پیدا ہوا جس نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا اور دنیا ایک نئے رنگ میں آ گئی۔ یہ وہ تبدیلی تھی جو تلوار کے ذریعہ کبھی تصور میں نہیں آ سکتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلمی جہاد میں ہمیشہ عیسائیت کی تردید پر خاص طور پر اپنی توجہ مرکوز رکھی کیونکہ اسلام کے خلاف سب سے زیادہ مزاحمت عیسائیت کی طرف سے ہی تھی۔ آپ کی نوّے سے زیادہ کتب میں قریباً ہر کتاب میں یہ موضوع کسی نہ کسی رنگ میں آیا ہے۔ خاص طور پر جنگ مقدس، چشمۂ مسیحی، راز حقیقت، مسیح ہندوستان میں، کتاب البریہ، ستارہ قیصریہ، سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، انجام آتھم اور نور الحق میں تردید عیسائیت کا مضمون بڑی تحدی اور جلال سے بیان ہوا ہے۔

کسر صلیب کے ضمن میں آپ نے جو قلمی جہاد فرمایا وہ ہر لحاظ سے بے مثال اور عدیم النظیر ہے۔ یہ قلمی جہاد سب کا سب خدا داد علم پر مبنی تھا جس کا جواب انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس کی بنیاد قرآن مجید پر تھی جو اللہ تعالیٰ کا قطعی اور یقینی کلام ہے۔ پھر آپ نے مذہبی مقابلہ کے لئے ایسے محکم اور معقول اصول مقرر فرمائے جن پر پورا اترنا عیسائیوں کے لئے ممکن نہ تھا۔ مثلاً آپ کا بیان کردہ یہ اصول کہ اپنے ہر دعویٰ اور دلیل کا ثبوت اپنی کتاب سے دو۔ کوئی اس معقول اصول کو رد نہیں کر سکتا۔ آپ نے ہر موقع پر خود اس کی پیروی کی اور دوسری طرف عیسائی پادری کبھی بھی اس پر پورا نہیں اتر سکے۔ پھر آپ نے اس قلمی جہاد میں صرف عقلی و نقلی دلائل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی بنیاد مشاہدہ، ذاتی تجربہ اور نشان نمائی پر رکھی اور یہ سب امور ایسے ہیں جن میں عیسائی دنیا بالکل خالی اور تہی دست ہے۔ قلمی جہاد میں آپ کا انداز نگارش انتہائی سادہ، شیریں اور دلنشیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک غیر معمولی تحدی اور جلال بھی پایا جاتا ہے۔ مخالفین پر آپ کی پکڑ ایسی سخت ہے کہ کوئی جائے فرار باقی نہیں رہتی۔ ایک ایک موضوع پر آپ نے دلائل کے انبار لگا دئے ہیں اور دلائل کو مختلف پیرایہ میں کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ میری تحقیق کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنیادی طور پر تثلیث کی تردید میں ۱۸ دلائل، الوہیت مسیح کی تردید میں ۲۳ دلائل، کفارہ کی تردید میں ۳۵ دلائل اور حضرت مسیح کی صلیبی موت کی تردید میں ۳۰ دلائل اپنی کتب میں بیان فرمائے ہیں۔ بعض دلائل ایسے ہیں جو آگے بے شمار ضمنی دلائل پر مشتمل ہیں۔ یہ ایسے پُرشوکت اور ناقابل تردید دلائل ہیں کہ عیسائیت کبھی بھی ان کا توڑ پیش نہیں کر سکتی۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خود فرمایا ہے: "ہمارے اصول عیسائیوں پر ایسے پتھر ہیں کہ وہ ان کا ہرگز جواب نہیں دے سکتے"۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۱۰)

## قلمی جہاد کے اثرات اور نتائج

الغرض عیسائیت کے خلاف اپنے قلمی جہاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو عظیم الشان علم کلام پیش فرمایا وہ اپنی جلالت شان، زبردست قوت و تاثیر اور وسعت و ہمہ گیری کے اعتبار سے ایک اعجازی شان رکھتا ہے۔ یہ ہے وہ عظیم الشان زندہ معجزہ جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ محمد عربی ﷺ کے غلام، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں بیٹھے ہوئے عالمگیر قلمی جہاد کیا اور اپنی تحریروں کے ذریعہ ساری دنیا میں صداقت اسلام کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دکھایا۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے روشن نشانات عطا فرمائے جو دنیا کے مختلف علاقوں میں بڑی شان و شوکت سے ظاہر ہوئے اور اس طرح اکنافِ عالم میں عیسائیت کے مقابل پر اسلام کی برتری ثابت ہوتی چلی گئی۔ ہندوستان میں ڈپٹی عبداللہ آتھم کی ہلاکت، لاہور کے بشپ جارج الفریڈ لیفرائے کا مقابلہ سے فرار، لندن کے مشہور پادری جان سمتھ پگٹ کی نامرادی اور رُسوا کن موت، امریکہ کے جان الیگزینڈر ڈوئی کی رسوائی اور عبرت ناک ہلاکت اور اس قسم کے بے شمار نشانات ایسے ہیں جنہوں نے اسلام کی صداقت اور عظمت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے عیسائیت کی ناکامی اور نامرادی کا نقشہ ساری دنیا کو دکھا دیا۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کی عظمت کا اندازہ اس کے اثرات اور نتائج سے لگایا جا سکتا ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ عیسائیت اسلام پر حملہ آور تھی، آج اپنے دفاع پر مجبور ہو چکی ہے۔ عیسائیت کی سرزمین سمٹتی جا رہی ہے اور ہر سال کروڑوں کی تعداد میں عیسائی حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہے ہیں۔ عیسائی عمائدین بنیادی عقائد کے بارہ میں اپنے موقف تبدیل کر رہے ہیں۔ صلیبی موت کا عقیدہ جو عیسائیت کی بنیاد ہے اس کی تردید میں خود عیسائی پادریوں کے بیانات جاری ہو رہے ہیں۔ قبر مسیح کے بارہ میں غیر جانبدار اور عیسائی مصنفین کتابیں لکھ رہے ہیں۔ عیسائی پادری برسرعام یہ اعلان کر رہے ہیں کہ عیسائی گرجوں میں جانے والوں کی تعداد کم سے کم ہوتی جا رہی ہے اور ویسٹ منسٹر لندن کے آرچ بشپ نے تو حال ہی میں کھلے لفظوں میں یہ تسلیم کیا ہے کہ

"Christianity is nearly vanquished in Britain"

کہ برطانیہ سے عیسائیت قریباً قریباً نابود ہو چکی ہے۔

(بحوالہ روزنامہ ٹیلی گراف لندن ۲ ستمبر ۲۰۰۱)

کیا یہ سب امور اس بات کا ثبوت نہیں کہ کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کی ضرب حیدری سے اب عیسائیت دنیا سے رخصت ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اس پسپائی کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت زندگی میں ہوا۔ جب پادری لیفرائے نے پادریوں کی فوج کے ساتھ ہندوستان پر یلغار کی تو دہلی کے مولوی نور محمد صاحب نے یہ الفاظ کہے کہ:

"تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

## خطبہ جمعہ

# قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے

### وہ آنکھ جس نے قرآن سے نور اخذ نہیں کیا خدا کی قسم وہ ساری عمر اندھے پن سے خلاصی نہ پائے گا

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۳/اگست ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۳/ظہور ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿هُوَالَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ﴾(سورة الحديد آيت ۱۰)

وہی ہے جو اپنے بندے پر روشن آیات اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لے جائے اور یقیناً اللہ تم پر بہت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! علماء کی مجالس میں بیٹھا کرو اور ان کے قریب دوزانو ہو کر بیٹھا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نور اور حکمت کے ساتھ اس طرح دلوں کو زندہ کرتا ہے جس طرح وہ مُردہ زمین کو آسمانی بارش کے ذریعے زندہ کرتا ہے۔ (موطا امام مالکؒ۔ کتاب الجامع)

علامہ شہاب الدین آلوسی سورۃ الحدید کی آیت ﴿هُوَالَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ...... الخ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کفر کے اندھیروں سے نُورِ ایمان کی طرف لے جانا مراد ہے۔

(روح المعانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں مخلوقات کو سعادت اور شقاوت کے دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ مگر اُن کو حسن اور قبح کے دو حصوں پر تقسیم نہیں کیا، اس میں حکمت یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ سے صادر ہوا اُس کو بُرا تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس نے جو کچھ بنایا، وہ سب اچھا ہے، ہاں اچھوں میں مراتب ہیں۔ پس جو شخص اچھا ہونے کے رنگ میں نہایت ہی کم حصہ رکھتا ہے، وہ حکمی طور پر بُرا ہے اور حقیقی طور پر کوئی بھی بُرا نہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ میری مخلوق کو دیکھ، کیا تُو اس میں کوئی بدی پاتا ہے۔ سو کوئی تاریکی خدا تعالیٰ سے صادر نہیں ہوئی بلکہ جو نُور سے دُور جا پڑا وہ مجازاً تاریکی کے حکم میں ہو گیا۔ باوا صاحب کے گرنتھ میں اس کا بہت بیان ہے اور ہر یک بیان قرآن سے لیا گیا ہے۔ مگر اس طرح نہیں کہ خشک تقلید کے لوگ لیتے ہیں بلکہ سچی باتوں کو سُن کر باوا صاحب کی روح بول اُٹھی کہ یہ سچ ہے۔ پھر اس تحریک سے فطرت نے جوش مارا اور کسی پیرایہ میں بیان کر دیا۔ غرض باوا صاحب تناسخ کے ہرگز قائل نہ تھے اور اگر قائل ہوتے تو ہرگز نہ کہتے کہ ہر یک چیز خدا سے پیدا ہوئی اور کوئی بھی چیز نہیں جو اس کے نُور سے پیدا نہیں ہوئی۔ اور یاد رہے کہ باوا صاحب نے اپنے اس قول میں بھی قرآنی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ ہے: اَللّٰهُ نُوْرُالسَّمَاوَاتِ وَالْاَرْض۔ یعنی خدا ہی کے نُور سے زمین و آسمان نکلے ہیں اور اسی کے نُور کے ساتھ قائم ہیں۔ یہی مذہب حق ہے جس سے توحید کامل ہوتی ہے اور خداشناسی کے وسائل میں خلل نہیں ہوتا۔"

(ست بچن۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۰۔ صفحہ ۱۳۸۔۱۳۹۔ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"ہم اِس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اِس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اِس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے، قرآن سے پایا۔ ہم نے اُس خدا کی آواز سنی اور اُس کے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اِس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اِس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں۔ ہم نے اس نورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ ظلمانی پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ اور غیر اللہ سے در حقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔" (کتاب البریہ۔ صفحہ ۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

"قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے اور وہ حَکم ہے یعنی فیصلہ کرنے والا اور وہ مہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔ اس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیت کو تتّر بتّر کر دیا اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اس میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں موجود ہیں۔ اور باطل کو اس کی طرف رہ نہیں ہے، نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۱۶ - خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۰۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی منظوم کلام کا ترجمہ:

مَیں نے نورِ (بصیرت) کے ذریعہ قرآن کا نُور دیکھا تو ظاہر ہو گئے مجھ پر اس کے حقائق اور انہی پر مَیں غور کرتا رہتا ہوں۔ وہ اپنی ہدایت میں ایک لطیف بھید اور ایک نکتہ ہے۔ دُور کے ستارے کی طرح جس کا نُور چھپا رہتا ہے۔ لوگوں کی عقل میں اس جیسا نُور کہاں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عقلیں تو اس کے بیان سے ہی سنورتی ہیں۔ (کرامات الصادقین)

مزید فارسی منظوم کلام کا ترجمہ:

وہ آنکھ جس نے قرآن سے نُور اخذ نہیں کیا، خدا کی قسم! وہ ساری عمر اندھے پن سے خلاصی نہ پائے گی۔ وہ دل جس نے اُسے چھوڑ کر گل گلزار خدا ڈھونڈا۔ خدا کی قسم کہ اس شخص نے اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھی۔ مَیں سورج سے اس نُور کو تشبیہ نہیں دے سکتا کیونکہ دیکھتا ہوں کہ اس کے گرد سینکڑوں آفتاب حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔ وہ لوگ بدقسمت اور بدنصیب ہیں جنہوں نے اس نُور سے تکبر کی وجہ سے رُوگردانی کی اور تعلق توڑ لیا۔

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اور جب قرآن نے اپنا ایسا چہرہ دکھایا جو اَنوارِ جمال سے رنگین تھا۔ تو معارض سمجھ گیا کہ وہ قرآن کے معاوضہ میں فصاحت بلاغت سے دُور ہے اور لغو بک رہا ہے۔ تمام معارف کا چشمہ

خدا تعالیٰ نے قرآن کو دیا۔ اس کی ہدایتیں نورٌ علیٰ نور ہیں۔ اور دن بدن وہ نور زیادتی میں ہے۔ اور جو شخص اس کے نُور کا منکر ہے مَیں اسی کے لئے فارغ ہو کر آیا ہوں۔

(نور الحق۔ جلد اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اے اللہ! تُو مجھے دیکھتا ہے کہ مَیں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور مَیں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو مَیں تیری طرف آ جاؤں گا، اُس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تُو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ مَیں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔" (ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ ۲۱۶۔ طبع جدید۔ ربوہ)

بقیہ: ایک نیک بی بی کی یاد میں
از صفحہ نمبر ۱۳

والدہ مبارک احمد کی کئی نیک خواہشات اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائیں۔ پہلی تو یہی بیٹا ہونے کی خواہش جو سات سال کے بعد نہایت عمدہ رنگ میں پوری ہوئی۔ عزیز کی پیدائش سے پہلے ہی انہوں نے بچے کو دین کے لئے وقف کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ اسی نیت سے انہوں نے اس کی اچھی تربیت کی اور ہر روز دعائیں کرتے ہوئے اسے پروان چڑھایا۔ جب عزیز نے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کر لیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کا عارضی وقف قبول فرمالیا اور تعلیمی فرائض کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کی خدمت بھی سپرد فرمائی۔ والدہ کے لئے یہ امر بڑے اطمینان کا باعث ہوا۔

سیرالیون سے واپس آنے میں جب عزیز موصوف نے دیر لگائی تو ممتا نے جوش مارا اور اکلوتے بیٹے سے ملاقات کی خواہش دل میں بے قراری سے کروٹیں لینے لگی۔ مجھے بار بار کہتیں کہ مبارک کو منگوانے کے لئے درخواست کریں۔ ان کی بصارت کمزور ہو رہی تھی اور ڈرتی تھیں کہ اگر بہت دیر سے واپسی ہوئی تو شاید ان کی بے نور آنکھیں اپنے بیٹے کو دیکھ بھی نہ سکیں۔ میں نے عزیز کو لکھا۔ پیارے حضور نے ان کو واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنی والدہ کی وفات سے قریباً پونے دو سال قبل وہ ربوہ آگئے۔ میری ان سے ملاقات بارہ سال کے بعد ہوئی۔

والدہ مبارک احمد کی چار پوتیاں ہیں۔ ان کے رشتوں کے بارہ میں انہیں فکر رہتا تھا اور ہر وقت دعاؤں میں لگی رہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے نیک ساتھی مہیا فرمائے۔ عزیز کی واپسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ بڑی تینوں پوتیاں نیک گھرانوں کے نیک نوجوانوں سے منسوب ہو گئیں۔ ان میں سے ایک کی تو جنوری ۱۹۹۲ء میں شادی بھی ہو گئی۔ ان سب تقریبات میں بصد مسرت و انبساط شامل ہوئیں۔

والدہ مبارک کی بڑی خواہش تھی کہ میری زندگی میں ان کی وفات ہو۔ اس خواہش کا اظہار انہوں نے شادی کے معابعد کرنا شروع کر دیا تھا۔ شاید دعا بھی کرتی ہوں گی۔ باون سال میری زوجیت میں گزارنے اور عمر میں مجھ سے چھوٹی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے میں سبقت لے گئیں۔ ان کی خواہش اور دلی تمنا تو پوری ہو گئی۔ مگر مجھے سوگوار کر گئیں۔

جسم سلگا ہے تیری یاد میں ایندھن کی طرح
آنکھ برسی ہے تیرے نام سے ساون کی طرح

والدہ مبارک کو شوق تھا کہ جب وہ فوت ہوں تو میں ان سے راضی ہوں۔ انہوں نے سنا ہوا تھا کہ جس بیوی پر خاوند خوش ہو وہ جنتی ہوتی ہے۔ گزشتہ عیدالفطر کے روز میری طبیعت سخت خراب تھی۔ اس عید سے پہلے ساری جماعت پر جو قیامت گزر گئی تھی اس نے مجھے سخت بے چین کر رکھا تھا۔ بار بار خیال آتا کہ ہمارے پیارے امام آج عید کیونکر منائیں گے۔ ذرا سی حرکت سے بھی دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی اور پوری تیاری کے باوجود میں نے نماز عید کے لئے نہ جانے کا فیصلہ کیا (یہ اکیلی نماز عید ہے جس سے میں محروم رہا ہوں)۔ والدہ مبارک کی طبیعت بھی خراب تھی۔ وہ بھی عید کے لئے نہ جاسکیں۔ معلوم نہیں انہیں کیا خیال آیا کہ آہستگی سے مجھے کہا کہ زندگی کا اعتبار نہیں اس لئے بہتر ہے کہ ایک دوسرے کی غلطیاں معاف کر دیں۔ میں نے انہیں تسلی دلائی کہ ان کی طرف سے میرا دل ہمیشہ صاف رہا ہے۔ نہ اب، نہ پہلے کبھی میں ان سے ناراض ہوا ہوں۔ خوشی سے ان کا چہرہ تمتما اٹھا۔ کیا معلوم تھا کہ وہ مجھ سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کر رہی ہیں۔ کیونکہ اس معافی کے جلد بعد وہ یہ جہانِ فانی ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئیں۔

ان کی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا ایک عجیب پہلو سامنے آیا۔ بڑی عید سے چند دن پہلے انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا برقعہ بوسیدہ ہو گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ارادہ ہے۔ کہنے لگیں نیا خریدنا چاہئے کتنا خرچ ہوگا؟ دو سو روپے۔ خوش قسمتی سے میری جیب میں پانچ سو روپے کا نوٹ تھا۔ وہ میں نے انہیں دے دیا اور کہا کہ عید سر پر آگئی ہے اور بھی جو کچھ لینا ہو لے لیں اگلے ہی روز وہ برقعہ کے لئے کپڑا اور کچھ اور کپڑے وغیرہ لے آئیں اور اپنی بہو سے کہا کہ جلدی سے جلدی میرے لئے برقعہ سی دیں باقی کپڑے تو سل گئے برقعہ کے صرف بٹن بنوانے باقی رہ گئے تھے کہ وہ عید سے پہلے ایک سفید و براق کپڑا۔ کفن۔ زیب تن کر کے عید منانے چلی گئیں۔

میں نے اس کے بعد کئی بار سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ ہم کئی اچھی چیزیں کھاتے اور پہنتے ہیں اور یہ محسوس بھی نہیں کرتے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہو رہا ہے ورنہ اگر وہ نہ چاہے تو ہم کسی چیز کے استعمال کا بھی حق نہیں رکھتے۔

مجھے یاد آیا کہ والدہ مبارک میں شکر کا بھی بے انتہا جذبہ تھا۔ اکثر کہا کرتیں کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس کے فضل سے ہماری تمام ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ کھانے کے لئے تمام پسندیدہ اشیاء مل جاتی ہیں۔ پہننے کے لئے اچھا کپڑا مہیا ہو جاتا ہے۔

جب کسی شخص کے متعلق سنتیں کہ مالک مکان اپنے کرایہ دار سے کرائے کا تقاضا کر رہا ہے اور وہ لیت و لعل کر رہا ہے یا مالک مکان اپنے کرائے دار سے مکان خالی کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے تو خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتیں کہ اس نے اپنے فضل سے ہمیں گھر عطا فرمادیا ہے۔ ہمیں نہ کرایہ ادا کرنے کا فکر نہ مکان خالی کرنے کے نوٹس کا خطرہ۔

والدہ مبارک ہمیشہ دعا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں چلتی پھرتی اس دنیا سے لے جائے۔ چارپائی پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا انہیں سخت ناپسند تھا۔ ان کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی۔ جمعہ کے روز صبح کے وقت انہوں نے سینے میں درد کی شکایت کی۔ ہم نے سمجھا گیس کی شکایت کی وجہ سے ہے اس کے ازالہ کے لئے جتنی ایلوپیتھی یونانی ہومیوپیتھک دوائیں گھر میں موجود تھیں سب استعمال کروائیں مگر درد تھا کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ عزیز مبارک احمد عزیزم ڈاکٹر خالد صاحب کو گھر بلا لائے انہوں نے بتایا کہ دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔ فوراً ایمر جنسی وارڈ لے جائیں بلکہ وہ خود ایک کار میں ان کو اپنے ساتھ فضل عمر ہسپتال لے گئے۔ تمام ڈاکٹر اور نرسیں خدمت کے لئے حاضر ہو گئیں۔ شام کو دوسرا حملہ ہوا صبح سات بجے تیسرا حملہ ہوا۔ ہمارے ڈاکٹر صاحبان تمام دوائیں جو اس حملے کو کمزور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں کراتے رہے لیکن۔

جانے والوں کو کہاں روک سکا ہے کوئی

خدا تعالیٰ نے والدہ مبارک کی دعا قبول کر لی اور وہ دیکھتے دیکھتے دنیا کے جھمیلوں سے پلہ چھڑا کر ہمیں حیران و پریشان چھوڑ گئیں۔

وہ ہمیشہ ہمیں اچھا مشورہ دیا کرتی تھیں۔ اب ہمیں ان کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ لیکن دعا کے سوا چارہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ہماری دستگیری فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور دل بے قرار کو قرار عطا فرمائے۔

میں اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے فضل عمر ہسپتال کے تمام عملہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری مریضہ کے علاج میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

(ماخوذ از کتاب "ایک نیک بی بی کی یاد میں")

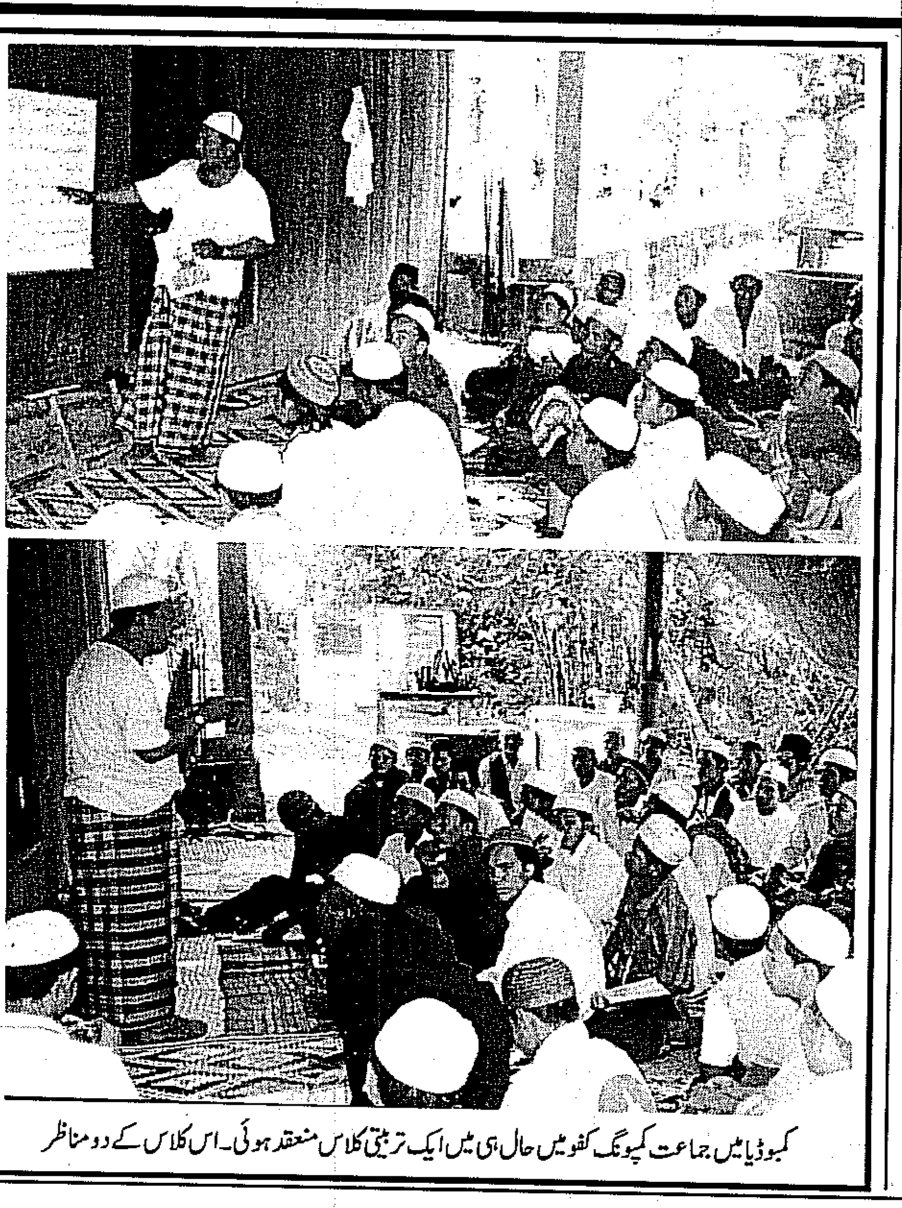

کمبوڈیا میں جماعت کیمونگ کفو میں حال ہی میں ایک تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ اس کلاس کے دو مناظر

**For any Business/Commercial Requirments**
**Complete Financial Packages Can Be Arranged**
*Contact*
**Iqbal Ahmad BA AIB MIAP**
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
**Mobile: 07957-260666**
**www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net**
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

امر بالمعروف

# اہل و عیال کی تربیت

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾۔(التحریم:۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ

انسان اکیلا دنیا میں گزارہ نہیں کر سکتا۔ انسان ایک متمدن حیوان ہے۔ اگر انسان اور حیوان میں کوئی مابہ الامتیاز ہے تو صرف یہی کہ انسان جوں جوں تمدن اور تہذیب میں ترقی کرتا جاتا ہے توں توں اس کی بدوی زندگی حضری زندگی سے متبدل ہوتی جاتی ہے۔ انسان پر ہمیشہ مختلف حالات وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اس پر بسا اوقات ہموم و غموم کے طوفان اور آندھیاں چلا کرتی ہیں۔ ایسے آڑے اوقات میں اسے کسی بے تکلف مونس اور غمگسار کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات پیدا کی ہیں۔ اور بے شک یہ اللہ کی ہستی کی ایک بھاری دلیل ہے کہ اس نے انسان کے اقتضائے حال کے مطابق اس کے لئے سامان اور اسباب مہیا فرمادئے ہیں اور اس نے انسانی احتیاجوں اور ضرورتوں کو بالکل پورا کر دیا ہے۔ ﴿وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ.وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا . اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾(ابراہیم:۳۵)۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے سامان تمہارے لئے مہیا کئے جو تمہاری فطرت مانگتی تھی اور اگر نعماء الٰہیہ کا شمار کرنے لگو تو تم ہرگز ان کو شمار نہیں کر سکو گے۔ انسان ضرور ظالم اور ناشکرا ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ایک بے تکلف مصاحب پیدا کیا ہے اور اس سے زیادہ بے تکلف دوست دنیا میں ہونا بالکل ناممکن ہے اور خود خدا تعالیٰ نے اس غرض کو اپنی کتاب جمیلہ میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل میں سے ازواج کی خَلق ہے۔ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾ (الروم:۲۲)۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل میں سے یہ بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان سے تسلی اور تسکین حاصل کرو۔ اور وہ مشکلات کے وقت تمہاری غمگسار اور مونس بنیں۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رابطہ پیدا کر دیا ہے اور رحمت رکھ دی ہے۔

دوستو! کیا یہ ظلم صریح نہ ہوگا کہ ایسی مخلوق کو جو اللہ کی ہستی کے دلائل میں سے ہو اس کو محض ردّی کی طرح پھینک دیا جاوے اور ان کے متعلق کچھ فکر و خوض سے کام نہ لیا جاوے۔ کیا یہ انصاف اور حق ہے کہ ان کی مطلقاً خبر نہ لی جاوے اور محض حیوانات کی طرح اپنی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے ان کو رکھا جاوے۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ تمہاری ذمہ داری کے ماتحت تمہارے پاس رکھی گئی ہیں۔ تم ان کی تعلیم و تربیت کے بڑے ذمہ دار ہو۔ تمہاری ذرّیت اور اولاد کی تربیت تمہاری بیویوں پر بہت کچھ منحصر ہے۔ یارو اس خدائی ذمہ میں تم خیانت مت کرو۔ تم سے اس کی بابت سوال ہوگا۔ "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ"۔ ہر ایک تم میں سے بادشاہ ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور اپنے گھر کے تم مالک ہو اور بیوی اور بچے تمہارے ماتحت رکھے گئے ہیں۔ ان کی اصلاح و فساد بہت کچھ تمہارے سے ہو سکتی ہے اگر تم اس کے متعلق کوشش کرو۔

کیا تم اپنے لباس کی فکر نہیں کیا کرتے؟ لباس اگر میلا ہو جاوے تو اس کو دھلاتے ہو، صاف کراتے ہو اور خوب سفید کرا کر پہنتے ہو۔ تم نہیں چاہتے کہ ذرا بھی داغ پڑے۔ کیا دنیا میں میلے کپڑوں کی صفائی کے لئے سامان موجود نہیں ہے۔ تم کس طرح گوارا کر سکتے ہو کہ تمہارا ظاہری لباس تو صاف اور ستھرا اور بے داغ ہو اور تمہاری ازواج مطہرات جو کہ تمہارا حقیقی لباس ہیں خدا کے احکام کی پابند نہ ہوں اور وہ شریعت غرّاء کی پابندی اپنا فرض قرار نہ دیں۔

عورتوں کے تم پر بڑے حقوق ہیں۔ رسول کریمؐ نے جو آخری نصیحت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ "اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا" اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ دیکھو بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾(البقرہ:۱۸۸) فکر کرو کہ تمہاری بیویاں استغفار، توبہ، درود شریف اور صلوٰۃ و صوم کی سخت پابند ہوں۔ یہ تمام اعمال انسانی روح کے لئے صابن کا کام دیتے ہیں۔ تم ہمیشہ کوشش کرتے رہو کہ جیسے تم اپنے لباس کو صاف کراتے ہو اسی طرح اپنی بیویوں بچوں کو شریعت کی حکومت کا خوگر بناؤ۔ تم اپنا پاک نمونہ ان کے پیش نظر رکھو۔ وہ اس سے سبق سیکھیں۔

﴿لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ﴾(البقرہ:۲۲۹)
اور ان عورتوں کے بھی تم پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر تمہارے حقوق ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کو دوگنا ثواب ملتا ہے جس کے پاس ایک لونڈی ہو، وہ اس کو پڑھاوے اور خوب اچھی طرح تعلیم دے اور اس کی تربیت کرے اور اچھی طرح تربیت کرے پھر اس کو آزاد کر دے، پھر اس سے بیاہ کر لے۔ دیکھو یہاں سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خادمہ کو بھی تعلیم دینی چاہئے چہ جائیکہ اپنی بیوی ہو۔ اگر تم اپنی بیویوں کو تعلیم دو گے وہ تمہارے حقوق کو بھی پہچانیں گی اور اللہ کے حدود کو بھی خوب جان جائیں گی۔ تم ان کو اعراب کی مانند مت بناؤ جن کی شان میں فرمایا گیا ہے: ﴿اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾(التوبہ:۹۸) گنوار لوگ بڑے کافر اور منافق ہوتے ہیں اور یہ اس قابل ہوتے ہیں کہ حدود الٰہی کو بالکل نہیں جانتے جو کہ اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی اللہ تعالیٰ نے یہی تعریف اور مدح کی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو ہمیشہ نماز اور زکوٰۃ کا ہی حکم دیتے تھے۔ ﴿كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا﴾(مریم:۵۶) وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے رہتے تھے اور وہ اپنے رب کے حضور بڑے پسندیدہ تھے۔ تم اسماعیل علیہ السلام کا نمونہ کیوں اختیار نہیں کرتے۔ کیوں تم اپنی بیویوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے۔ کیسے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ اچھے بڑے بڑے نیک قابل احمدیوں کی بیویاں نماز کی پابند نہ ہوں۔ ماں کا طفولیت میں بڑا اثر ہوا کرتا ہے۔ سن طفولیت میں اطفال کی تربیت بڑی احتیاط اور حزم سے ہونی چاہئے۔ اس زمانہ کے نقوش مٹنے قریباً محال ہوا کرتے ہیں۔ تم نہیں چاہتے کہ تمہارے بچوں کی مائیں بڑی پارسا، نیک بخت اور اللہ کی فرمانبردار ہوں؟۔ بہر حال بچوں اور بیویوں کو خاوند اور بات کی تحویل رکھا گیا ہے۔ اگر وہ ان کی خبر گیری میں تغافل کرتا ہے تو وہ ضرور اس کا جواب دہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ حضرت اسماعیلؑ کا حوالہ دے کر صاف ہمیں تعلیم دے رہا ہے کہ تم اُس کی اقتدا کرو۔ کیونکہ ساتھ ہی فرما دیا ہے ﴿فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾(انعام:۹۱) اور تُو ان کی ہدایت کی پیروی کر۔

دیکھو تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیت ہیں کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہارے کھیت اعلیٰ درجہ کا غلّہ پیدا کریں۔ مگر یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ بغیر محنت اور سعی بلیغ کے تمہارے کھیت تمہارے لئے اعلیٰ درجہ کی اجناس پیدا کریں جب کہ ظاہری کھیتوں کا یہ حال ہے تو تم کس طرح توقع رکھ سکتے ہو کہ تمہاری بیویاں متقی، پارسا، نیک بخت، خدا کا نام لیوا اور خادم دین بنیں گی۔ اپنے کھیتوں کو علم اور تربیت کے پانی سے سیراب کرو اور پھر عمل باشریعت کا انہیں عادی اور خوگر بناؤ۔ وہ تمہاری بیویاں تمہارے لئے قرۃ العین بن جائیں گی اور انشاء اللہ ان کے بطن سے نیک اولاد بھی اللہ تعالیٰ تمہیں عطا کرے گا۔ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ نیکوں کا اجر بھی ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو رسول کریم فداہ ابی و امی و روحی ﷺ کو حکم ہوتا ہے اور آپ کے طفیل تمام افراد امت کو ارشاد ہوتا ہے ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا. لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا. نَحْنُ نَرْزُقُكَ. وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾(طٰہٰ:۱۳۳) اور تو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر تارہ اور اس پر تو استقلال کر۔ ہم تجھ سے رزق نہیں مانگتے۔ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ انجام تقویٰ کا ہی ہوا کرتا ہے۔

دیکھو پیارو! کیسا صاف بین ارشاد ہے کہ گھر والوں کو نماز کے لئے ضرور کہتے رہنا چاہئے اور اس میں کبھی تھکنا نہیں چاہئے آخرکار ضرور انشاء اللہ ان پر تمہاری بات اثر کرے گی اور وہ نماز کی پابند ہو جائیں گی۔ یاد رکھو تمہارا کام کہنا ہے۔ کہنے سے کبھی نہ تھکو۔ تم جانتے نہیں کہ گھڑے کو پتھر پر بہت کثرت سے رکھا جاوے تو وہاں بھی اثر اور نشان پڑ جاتا ہے۔ امر بالمعروف بھی کرو اور ان کے لئے دعا بھی کرتے جاؤ۔

قرآن شریف میں صاف حکم وارد ہے کہ اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے مت قتل کرو۔ ﴿لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ﴾ (انعام:۱۵۲)۔ جو لوگ اپنی اولاد کی تربیت نہیں کرتے وہ ان کو قتل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں کی تربیت نہیں کرتے وہ کھیت کو تباہ کرتے ہیں۔ انہیں ہرگز امید نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ وہاں سے اعلیٰ درجہ کی جنس برداشت کر سکیں گے۔ تم اپنے کھیتوں کی خوب اصلاح کرو۔ ورنہ تہدید الٰہی کے نیچے آ جاؤ گے۔ ﴿وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾(البقرہ:۲۰۵)۔ اور جب وہ حاکم بن جاتا ہے زمین میں کوشش کرتا ہے کہ فساد کرے اور کھیت اور نسل کو تباہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں آتا۔ اور نسل سے عورتیں اور بچے بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ تو خوب یاد رکھو کہ وہ شخص کتنا بڑا مفسد ہوگا جس نے اپنی بیوی اور بچوں کی خبر نہ لی اور اس طرح سے انہیں قعر ہلاکت میں ڈال دیا۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

(بشکریہ الفضل قادیان ۲۴/دسمبر ۱۹۱۳ء)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)


**Earlsfield Properties**

*We will manage your property at 0% commission*
*Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years*
*Free management Service*
*Guaranteed vacant possession*

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

# حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(میر غلام احمد نسیم ۔ امریکہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۵ کے حاشیہ پر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"فطرتاً بعض طبائع کو بعض طبائع سے مناسبت ہوتی ہے ۔اسی طرح میری روح اور سید عبدالقادر کی روح کو خمیر فطرت سے باہم ایک مناسبت ہے۔ جس پر کشوفِ صحیحہ صریحہ سے مجھ کو اطلاع ملی ہے ۔اس بات پر تیس برس کے قریب زمانہ گزر گیا ہے کہ جب ایک رات مجھے خدا نے اطلاع دی کہ اس نے مجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے۔تب یہ عجیب اتفاق ہوا کہ اسی رات ایک بڑھیا کو خواب آئی جس کی عمر قریباً اسّی (۸۰) برس کی تھی۔ اور اس نے صبح مجھ کو آکر کہا کہ مَیں نے رات سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ہے اور ساتھ ان کیا یک اور بزرگ تھے اور دونوں سبز پوش تھے اور رات کے پچھلے حصہ کا وقت تھا۔ دوسرا بزرگ عمر میں ان سے کچھ چھوٹا تھا۔ پہلے انہوں نے ہماری جامع مسجد میں نماز پڑھی اور پھر مسجد کے باہر کے صحن میں نکل آئے اور مَیں ان کے پاس کھڑی تھی اتنے میں مشرق کی طرف سے ایک چمکتا ہوا ستارہ نکلا ۔تب اس ستارہ کو دیکھ کر سید عبدالقادر بہت خوش ہوئے اور ستارہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا: السلام علیکم اور ایسا ہی ان کے رفیق نے السلام علیکم کہا اور وہ ستارہ میں تھا۔ اَلْمُؤْمِنُ یَرٰی وَ یُرٰی لَهٗ"۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۴ حاشیہ)

## نام و نسب

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۴۷۱ھ بمطابق ۱۰۷۷ء میں فارس کے قصبہ گیلان یا جیلان کے سادات خاندان میں پیدا ہوئے ۔یہ خاندان وسعتِ علم اور اعمالِ صالحہ کے باعث مشہور تھا۔ آپ بچے ہی تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد کا نام ابو صالح موسیٰ تھا اور وہ بھی اپنے وقت کے ولی اور خاصانِ خدا شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی والدہ سیدہ ام الخیر فاطمہ نہایت پاکیزہ اور تقویٰ و طہارت کی مجسمہ تھیں۔ آپ حسنی اور حسینی سید تھے ۔ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی تھے اور بارہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب آنحضرت ﷺ سے ملتا ہے۔

## تعلیم و تربیت

چونکہ آپ کے بچپن میں ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی والدہ نے آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کی نگرانی کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے یہ روایت منسوب ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "میرے نورِ نظر کو احترامِ شریعت کا لڑکپن میں ہی اتنا خیال ودیعت کیا گیا تھا کہ رمضان کے ماہ مبارک میں ہزار کوشش کے باوجود دن بھر دودھ نہیں پیتے تھے ۔ایک سال ۲۹ر شعبان کو رؤیت ہلال کے متعلق لوگ تردّد میں تھے لیکن اس معصوم بچے نے اس روز دودھ نہ پیا۔ اس پر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آج یکم رمضان ہے"۔

خیال کیا جاتا ہے کہ آپ پیدائشی ولی تھے۔ بچپن سے ہی آپ کی پاکیزہ طبیعت میں کھیل کود کی جانب ذرا بھر بھی رغبت نہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ بتقاضۂ طفلی ایک گائے کی دم پکڑی تو آواز آئی "اے عبدالقادر تم اس کام کے لئے نہیں پیدا ہوئے"۔ جب مکتب میں داخل ہوئے تو بڑا احترام ملا۔ مکتب میں تشریف لانے پر ساتھی ان کے احترام اور عزت میں ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے۔ یوں معلوم ہوتا کہ کوئی غیبی طاقت ان کے ہمراہ رہتی ہے جس کی وجہ سے اس قسم کا احترام اُنہیں حاصل ہوتا ہے۔

## بغداد کا سفر

آپ کی ابتدائی تعلیم کے بارہ میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں۔ تاہم خیال کیا جاتا ہے کہ ابتدائی تعلیم قصبہ گیلان میں ہی حاصل کی ۔اٹھارہ برس کی عمر میں مزید تعلیم کے حصول کے لئے بغداد کا قصد کیا۔ بغداد روانگی کے وقت اور سفر میں جو واقعات پیش آئے انہیں قریباً قریباً تمام سوانح نگاروں نے قلم بند کیا ہے اور ان کو اکثر واعظین سچائی اور صداقت پر کاربند ہونے کے لئے اپنے وعظوں میں بیان کرتے ہیں ۔یہ واقعات یقیناً سبق آموز ہیں اور آپ کے بلند مقام اور بلند کردار پر شاہد ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کا اثر دوسروں پر بھی ہوتا ہے کے سلسلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے اور خداتعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ مَیں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ ان کا نفس بڑا مطہر تھا۔ ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے ۔مَیں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا تو ان کی بات کو مان لیا اور کہا کہ اچھا مَیں تجھے رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اندر گئی اور اسّی (۸۰) مُہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں اٹھا لائی۔ اور کہا کہ ان مُہروں سے حصہ شرعی کے موافق چالیس مُہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی ۔اس لئے چالیس مُہریں تجھے بحصہ رسدی دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چالیس مُہریں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں۔ اور کہا کہ امن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عندالضرورت اپنے صرف میں لانا۔

سید عبدالقادر صاحبؒ نے اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں۔ انہوں نے کہا کہ "بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اس سے بڑی برکت ہو گی"۔ اتنا سُن کر آپ رخصت ہوئے ۔اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے آپ گزر رہے تھے اس میں چند راہزن قزّاق رہتے تھے جو مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ دور سے سید عبدالقادر صاحب پر بھی ان کی نظر پڑی۔ قریب آئے تو انہوں نے ایک کمبل پوش فقیر سا دیکھا۔ ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے ؟ آپؒ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ فی الفور جواب دیا کہ چالیس مُہریں میری بغل کے نیچے ہیں جو میری والدہ صاحبہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔ اس قزّاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے ۔دوسرے قزّاق نے جب پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا۔ الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔ وہ ان کو اپنے امیر قزّاق کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔ امیر نے کہا اچھا اس کا کپڑا دیکھو تو سہی ۔جب تلاشی لی گئی تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں۔ وہ حیران رہ گئے کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ امیر نے آپؒ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تُو نے اس طرح اپنے مال کا پتہ بتا دیا؟ آپؒ نے فرمایا کہ مَیں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں ۔ روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ یہ پہلا امتحان تھا، مَیں جھوٹ کیسے بولتا۔ یہ سن کر امیر قزاق رو پڑا اور کہا کہ آہ! مَیں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔ مَیں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور توبہ کرتا ہوں۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کر لی۔

"چوروں قطب بنایااِی"۔ مَیں "چوروں قطب بنایااِی" اسی واقعہ کو سمجھتا ہوں۔ الغرض سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے بیعت کرنے والے چور ہی تھے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۷۹۔۸۰)

یہ واقعہ گویا سید عبدالقادر جیلانی صاحبؒ کی پہلی کرامت تھی جو آپ کے صدیق ہونے کے باعث ظاہر ہوئی۔ ڈاکوؤں کا پورا گروہ اپنی مجرمانہ سرگرمیوں سے تائب ہو کر انسانی معاشرے کا مفید حصہ بن گیا اور خلقِ خدا کو اس کے شر سے نجات مل گئی۔

روایتوں میں آتا ہے کہ آپ کی والدہ کی عمر اس وقت ۷۸ برس تھی۔ اپنی عمر کی بنا پر انہوں نے اندازہ لگایا کہ دور دراز کا سفر بیٹے کو درپیش ہے ۔وہ حصول تعلیم کے لئے جا رہا ہے زندگی میں ملاقات شاید نہ ہو۔ اس لئے وداع کے وقت کہا کہ اب قیامت کو انشاء اللہ ملاقات ہو گی۔

بغداد پہنچ کر آپ نے جلیل القدر اساتذہ کے درسوں میں شمولیت کر کے متداول علوم میں کمال حاصل کیا۔ آپ نے فقہ، تفسیر اور حدیث کے علوم میں کمال حاصل کیا اور ان علوم میں مہارت تامہ حاصل کرنے کی طرف خصوصی توجہ مبذول رکھی۔

## سلوک کی منازل

تحصیلِ علم کے بعد آپ نے سلوک کی منازل طے کیں اور ۲۵ سال کی سخت ریاضتوں اور مجاہدوں سے گزر کر وہ مقام حاصل کیا جس کا ذکر آپ نے خود ایک شعر میں یوں کیا ہے ۔

"اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَب کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اعطی مِثَالِی"

یعنی مَیں بازاشہب کی طرح تمام مشائخ پر غالب ہوں۔ بتاؤ مردانِ خدا میں سے کون ہے جسے میرے جیسا مرتبہ عطا کیا گیا ہو۔

## درس و تدریس

اس کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے مواعظِ حسنہ کی اس قدر شہرت ہوئی کہ اطراف واکناف سے لوگ آپ کا وعظ سننے کے لئے کھنچے چلے آتے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اژدہام کی وجہ سے بغداد کے باہر عیدگاہ میں آپ نے وعظ دینا شروع کیا۔ ان وعظوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی آواز دُور دُور تک سنائی دیتی تھی جسے عوام آپ کی کرامت میں شمار کرتے۔ وقت کے بڑے بڑے علماء اور صوفیاء ان مجالس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کی علمی اور روحانی فضیلت کا اقرار اور اعلان برملا کیا کرتے۔

آپ تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دیتے اور حنبلی اور شافعی مسلکوں کے مطابق فتویٰ دیتے۔ ایک عالم کا بیان ہے کہ اس زمانے میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے علم و فضل اور درس و افتاء میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔

آپ کی روحانی فضیلت میں بھی کسی کو شبہ نہیں ۔ آپ کی جلالت شان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ وعظ کے دوران اپنے مقام اور مرتبہ کا اعلان کیا کہ "قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ"۔ کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ تو جس کسی نے آواز سنی اس کی تعمیل میں اپنی گردن جھکا دی ۔ ولایت،

### خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم۔

مکاشفات و اسرار میں آپ کو یہ کمال حاصل تھا کہ تواتر سے آپ سے خوارق ظہور پذیر ہوتے تھے۔ لوگ جب چاہتے ان کی مجالس میں پہنچ کر کسی مطالبے یا استفسار کے بغیر کرامات کا مشاہدہ کرتے۔

## روحانی فیض

آپ کا فیض روحانی لامحدود ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں ؎

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرِبُ

یعنی پہلوں کے آفتاب ڈوب گئے لیکن ہمارا آفتاب بلندیوں کے آسمان پر کبھی غروب نہ ہوگا۔ بعد میں آنے والوں نے آپؒ کے اس دعویٰ کی تصدیق کی ہے اور آپؒ کی وفات کے بعد بھی آپ کے روحانی فیض کے تصرف اور اثر کا اقرار کیا ہے۔ اس بارہ میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"حضرت علیؓ کے بعد اولیاءِ کرام اور اصحابِ طرق کا سلسلہ چلتا رہا۔ ان میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہ جذب کو باحسن وجود طے کر کے اُویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا، وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ذاتِ گرامی ہے......"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مومن کا نور جس کا قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے وہ وہی روحانی حسن و جمال ہے جو مومن کو وجود روحانی کے مرتبہ ششم پر کامل طور پر عطا کیا جاتا ہے۔ جسمانی حسن کا ایک شخص یا دو شخص خریدار ہوتے ہیں۔ مگر یہ عجیب حسن ہے جس کے خریدار کروڑہا روحیں ہو جاتی ہیں۔ اسی روحانی حسن کی بنا پر بعض نے سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی نعت میں یہ شعر کہے ہیں اور ان کو ایک نہایت درجہ حسین اور خوبصورت قرار دیا ہے۔ اور وہ اشعار یہ ہیں ؎

آں ترک عجم چوں زمئے عشق طرب کرد
غارت گرئے کوفہ وبغداد وحلب کرد
صد لالہ رُخے بود بصد حُسن شگفتہ
نازاں ہمہ را زیر قدم کرد عجب کرد

(روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۴)

نیز فرمایا:

"شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے خدا رسیدہ اور بڑے قبولیت والے انسان تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جس نے خداتعالیٰ کا راہ دیکھنا ہو وہ قرآن شریف کو پڑھے"۔

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۹۴)

## تصانیف

درس و تدریس اور فتاویٰ کے علاوہ آپ نے کتب بھی تصنیف کی ہیں جن میں سے تین مشہور ہیں۔ غُنْیَۃُ الطَّالِبِیْن، فُتُوْحُ الْغَیْب اور اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِی۔ اول الذکر کے بارہ میں بعض ناقدین اور اہلِ نظر کا خیال ہے کہ اس میں بعض مقامات میں ترمیم اور تحریف کا اشتباہ ہوتا ہے۔ فُتُوْحُ الْغَیْب تصوف اور معرفت کے بیان میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور ارشادات میں فُتُوْحُ الْغَیْب کا ایک سے زائد مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب فُتُوْحُ الْغَیْب میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ انسان بحالت ترک نفس و اطلاق و فنافی اللہ تمام انبیاء کا مثیل بلکہ انہیں کی صورت کا ہو جاتا ہے"۔ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۳۱)

نیز فرمایا:

"فتوح الغیب کو اگر دیکھا جاوے تو بہت سیدھے سادے رنگ میں سلوک اور توحید کی راہ بتلائی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قائل ہیں کہ جو شخص ایک خاص تعلق اور پیوند خداتعالیٰ سے کرتا ہے اسے ضرور مکالمہ الٰہی ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۳۳)

نیز فرمایا:

"افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے اس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ ہے جس سے ظلی طور پر صفات الٰہیہ بندہ میں پیدا ہوتے ہیں نہ سمجھ کر میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ یہ میری طرف سے نہیں ہے اور اس کی تصدیق اکابر صوفیاء اسلام کر چکے ہیں۔ جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی فتوح الغیب میں یہی لکھا ہے اور عجیب تر یہ کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی یہی آیت پیش کی ہے"۔ (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۴)

## وفات

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ خلق خدا کو قرآن و حدیث کے صحیح مقام کو سمجھنے کی تلقین کرتے رہے۔ شریعت پر عمل پیرا ہو کر ولایت اور روحانیت کا بلند مقام حاصل کیا۔ اور کامیاب روحانی زندگی گزارنے کے بعد بالآخر ان کا نفسِ مطمئنہ ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء کو اس فانی دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔

## باغ میں ہر سمت تازہ آشیاں بنتے گئے

(عبدالرشید تبسم۔ ایم۔ اے)

زرد چہرے کاشفِ رازِ نہاں بنتے گئے
حادثاتِ عشق خود اپنی زباں بنتے گئے

اک خلش سے زندگی کچھ اس طرح خوگر ہوئی
خار آخر باعثِ آرامِ جاں بنتے گئے

آخرِ شب کچھ ستارے بجھ کے خاکستر ہوئے
کچھ فروغِ نور سے ماہِ جواں بنتے گئے

آزمائش تھی ہماری طاقتِ پرواز کی
ماورائے عرش تازہ آسماں بنتے گئے

جانے کس منزل کی جانب شوق ہم کو لے چلا
مہر و مہ اکثر ہمارے ہم عِناں بنتے گئے

ابتدا میں ایک ناقہ تھا متاعِ رہرواں
رفتہ رفتہ راستے میں کارواں بنتے گئے

ہم نے دیکھا ہے امیرِ کارواں کا معجزہ
راہزن آ کر ہمارے پاسباں بنتے گئے

موسمِ گُل کا ہوا آغاز اِس انداز سے
باغ میں ہر سمت تازہ آشیاں بنتے گئے

جن اشاروں کا بھری محفل میں کچھ مطلب نہ تھا
ہو کے وہ منسوب ہم سے داستاں بنتے گئے

اپنی بے سامانیوں کا ذکر ہم کرتے رہے
مسکرا کر وہ ہمارے میہماں بنتے گئے

شرم سے ان کی نگاہیں فرش پر جھکتی رہیں
خاک کے ذرّے حریفِ کہکشاں بنتے گئے

محوِ حیرت ہیں تبسم! عرش پر شمس و قمر
پیکرِ خاکی خدا کے ترجماں بنتے گئے

## دعا کی برکات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"اگر دُعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دُعا سے الہام ملتا ہے۔ دُعا سے ہم خدا تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دُعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۱)

☆...... احمدی بچے عہد کریں کہ وہ تعلیم میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے
☆...... ساری دنیا مقابلہ کرے تو پھر بھی خداتعالیٰ ہماری ہی دعاؤں کو سنے گا

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

بقیہ :حضرت مسیح موعودؑ کا قلمی جہاد

از صفحہ نمبر ۴

ہو گئے......اور اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کا اپنا پیچھا چھڑانا، مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی"۔

(دیباچہ معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم از اصح المطابع دہلی صفحہ ۳۲ مطبوعہ ۱۹۳۴)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے عیسائیت کے زوال کے بارہ میں فرمایا تھا:

"یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا...... کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا"۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۵)

اور آج ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائیت کی پسپائی کے زندہ گواہ ہیں۔

## ایک انمٹ تاریخی شہادت

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی وفات پر ہندوستان کے مشہور اخبار وکیل امرتسر نے جن الفاظ میں آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا وہ یادگاری الفاظ ہمیشہ تاریخ میں محفوظ رہیں گے۔ اسلام پر عیسائیت کی یلغار کو اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل نے کس طرح پلٹا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا:

"حملوں کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمعِ عرفانِ حقیقی کو سرِ راہِ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گیری کے لئے ٹوٹی پڑی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا...... مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے......بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ ...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا"۔

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰/ مئی ۱۹۰۸ء)

## قلمی جہاد کی عظمت کے اعترافات

آپ کے قلمی جہاد میں اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمت، شوکت اور جلالت شان عطا فرمائی ہے کہ جب آپ دنیا سے بانیل مرام رخصت ہوئے تو اس وقت غیروں نے آپ کو دل کھول کر جو خراج تحسین پیش کیا اس میں آپ کی علمی خدمات اور مخالفین اسلام کے ردّ میں آپ کے قلمی جہاد کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ بطور نمونہ صرف دو اعترافات پیش کرتا ہوں۔

☆ مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر نے آپ کو اسلام کا ایک فتح نصیب جرنیل قرار دیتے ہوئے لکھا:

"وہ شخص، بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی اُنگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا........ دنیا سے اٹھ گیا۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جبکہ وہ اپنا فرض پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے........ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔" (اخبار وکیل۔ امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

☆ دہلی کے اخبار کرزن گزٹ کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا........ اگرچہ مرحوم پنجابی تھا۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں........ اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔"

(کرزن گزٹ ۔دہلی۔یکم جون ۱۹۰۸)

کتنی جرأت اور دیانتداری تھی اُس زمانہ کے اہل قلم حضرات میں کہ حق بات ان کے قلموں سے ظہور میں آئی اور تاریخ کے سینہ میں ہمیشہ کے لئے نقش ہو گئی۔ یہ بیانات واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایسا عظیم الشان قلمی جہاد فرمایا کہ غیر بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

وَالفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاء

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنی کتب کے بارہ میں ارشادات

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی طبیعت میں غیر معمولی عجز و انکسار پایا جاتا تھا۔ ذاتی تفاخر اور بڑائی کے اظہار کا شائبہ تک آپ میں نہ تھا۔ اس پس منظر میں یہ بات لائق توجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمتِ اسلام کے لئے ایک پرجوش دل عطا فرمایا، اُسے علوم و معارف کی آماجگاہ بنایا۔ پھر آپ کو اپنی جناب سے اظہارِ بیان کا اچھوتا اسلوب سکھایا اور آپ کو تحریر کا بادشاہ قرار دیتے ہوئے سلطان القلم کے خطاب سے نوازا تو آپ نے کسی ذاتی تفاخر کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی بھلائی اور خیر خواہی کی خاطر انہیں علوم و معارف کے اس عظیم خزانہ کی طرف بار بار متوجہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

ایک اور موقع پر فرمایا:

"یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ مَیں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں"۔

(سرالخلافہ۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۴۱۶)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی کہ گویا مَیں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں۔ گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۲۱)

اپنی تحریرات کی اس عظمت اور اعلیٰ مقام کی وجہ سے آپ نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ اس روحانی خزانہ سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا:

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کو کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں"۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۸)

اور ایک موقع پر فرمایا:

"جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے"۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۰۷)

پھر مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ"۔

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے یہ تاکیدی الفاظ ہر احمدی کو اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لئے بہت کافی ثابت ہونے چاہئیں ۔ ہم کتنے خوش قسمت اور خوش نصیب ہیں کہ روحانی خزائن کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں یہ آسمانی حربہ تھما دیا گیا ہے جو ہماری فتح کا ضامن ہے۔ مسیح محمدی کے مبارک قلم سے نکلی ہوئی نوّے کے قریب کتب کا خزینہ ہمیں عطا ہوا ہے جو روحانی معارف سے بھرپور ہے۔ یہ ایسی دولت ہے جس کے سامنے ہفت اقلیم کے خزانے بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ آسمانی دودھ ہے جو مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی کتب کی صورت میں ہمارے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ ان کتب کی عظمت کے بارہ میں آپ نے خود فرمایا ہے:

"جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں ۔ کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں ۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے"۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

## ہمارا فرض

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زندہ و پائندہ قلمی جہاد کا ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ سارا بیان اس پہلو سے ناتمام ہے کہ مضمون کا احاطہ مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔ آخر میں مَیں یہی عرض کروں گا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو قلمی جہاد کا فریضہ بہترین رنگ میں سرانجام دے دیا اور اس کا حق صحیح معنوں میں ادا کر دیا۔ اب ہم خدّامِ احمدیت کا فرض ہے کہ ہم قلمی جہاد کے اس عَلَم کو کبھی سرنگوں نہ ہونے دیں۔ ہمارا فرض منصبی ہے کہ جو علمی شاہکار، روحانی خزائن کے طور پر آپ نے اپنی یادگار چھوڑے ہیں ہم اِن زندگی بخش کلمات کو بار بار پڑھیں، اپنے دلوں کو ان شہ پاروں سے منور کریں ، اپنے ذہنوں کو ان علمی نوادرات سے جلا عطا کریں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم یہ آبِ زُلال ساری دنیا میں پھیلائیں کہ یہ روحانی خزانہ ساری انسانیت کی مشترکہ دولت ہے اور سب کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتا ہے۔ اس خزانہ کا فیض لامتناہی ہے۔ اسے اقصائے عالم تک پہنچانا ہمارا فرض ہے ۔ آج نسلِ انسانیت ، امن و سلامتی اور حیاتِ نَو کی متلاشی ہے اور یہی ہے وہ پیغام جو اُس کی بقا اور نجات کا ضامن ہے کیونکہ یہ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ پر مبنی ہے۔ پس آؤ کہ ہم اس دولت کو دنیا میں عام کر دیں۔ ملک ملک اور قریہ قریہ اس کو پھیلاتے چلے جائیں۔

خدا کرے کہ ہم اس فرض کو احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں اور آخرت میں سرخروئی کا غازہ ہمارا مقدر بن جائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِين .

زیمبیا (Zambia) (مشرقی افریقہ) میں ضلع Petauke میں Kapili کے مقام پر نوتعمیر شدہ مسجد احمدیہ کے سامنے بعض احباب جماعت مبلغ سلسلہ کے ساتھ

## حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی وفات پر

# قرارداد ھائے تعزیت

(حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی وفات پر مختلف جماعتی اداروں اور جماعتوں کی طرف سے قرارداد ہائے تعزیت ادارہ الفضل کو موصول ہوئی ہیں جن میں حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم کی جماعتی و ملکی خدمات اور اخلاق حمیدہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ذیل میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کی قراردادوں کا متن ہدیۂ قارئین ہے۔)

## صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی قرارداد تعزیت

صدر انجمن احمدیہ کا یہ خصوصی اجلاس حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کی المناک وفات پر گہرے رنج اور دکھ کا اظہار کرتا ہے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب (ایم اے) کے سب سے بڑے فرزند ارجمند تھے۔ آپ ۲۸ر فروری ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ قادیان کے پاکیزہ ماحول میں آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کے بعد آپ نے آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران آپ کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی پاکیزہ صحبت اور رفاقت حاصل رہی، جن کے ساتھ بچپن سے ہی گہری دوستی کا تعلق تھا۔ انگلستان سے واپس آکر آپ نے سرکاری ملازمت اختیار کی۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی حیثیت سے وطن عزیز پاکستان میں خدمات کا آغاز کیا۔ بعد میں مغربی پاکستان کے سیکرٹری فنانس، ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے علاوہ ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن پاکستان اور صدر مملکت کے اقتصادی مشیر کے طور پر کلیدی خدمات کی توفیق پائی۔

دوران ملازمت آپ کی شہرت ایک فرض شناس، قابل اعتماد، باکردار، بااصول، محنتی اور منکسر المزاج افسر کی تھی۔ اس دوران ملک و قوم اور انسانیت کی بلاامتیاز مذہب و ملت بے لوث خدمت، راست گوئی اور امانت و دیانت ہمیشہ آپ کا طرۂ امتیاز رہے۔

آپ کو شعبہ اقتصادیات میں خصوصی مہارت اور گہرا تجربہ حاصل تھا۔ چنانچہ ریٹائرمنٹ کے بعد بین الاقوامی مالیاتی اداروں نے آپ کی خدمات حاصل کیں اور آپ ڈائریکٹر ورلڈ بنک اور ایگزیکٹو سیکرٹری آئی ایم ایف کے وقیع عہدوں پر فائز رہے۔

ایک عرصہ تک بطور نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کے کام کرنے کے بعد ۱۹۸۹ء سے آپ بطور امیر خدمات بجا لا رہے تھے۔ آپ کے دورِ امارت میں جماعت امریکہ نے ترقیات کے کئی نئے سنگِ میل طے کئے۔ آپ نے اپنی اقتصادی مہارت کا سکہ یہاں بھی منوایا اور امام وقت کی عین خواہش کے مطابق جماعت احمدیہ امریکہ کی مالی قربانیوں میں نہایت عمدہ اور ٹھوس منصوبہ بندی کر کے غیر معمولی وسعت پیدا کی اور امریکہ مالی قربانی کے میدان میں صفِ اول کے ممالک میں شمار ہونے لگا۔ امریکہ میں نئی مساجد کی تعمیر و توسیع اور نئے مشن ہاؤسز کی خرید کے علاوہ مرکزی مسجد بیت الرحمان کی تعمیر بھی آپ کا ایسا کارنامہ ہے جو جماعت کی تاریخ میں یاد رہے گا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی دامادی کا شرف بھی آپ کو حاصل تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے ساتھ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کی رخصتی کے موقع پر منظوم کلام میں اپنی دلی محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو اپنی "آنکھوں کا تارا" فرمایا تھا۔ اور بلاشبہ اپنے اخلاق کریمانہ اور عظمت کردار کی وجہ سے آپ جہاں بھی رہے اپنے ماحول کی ہر دلعزیز شخصیت رہے۔

آپ ایک نہایت متقی، دعاگو، عبادت گزار، خدا ترس انسان اور صلہ رحمی کے حق ادا کرنے والے نافع الناس وجود تھے۔ آپ نہایت مخلص، ایثار پیشہ، فدائی خادم سلسلہ اور وفا شعار مثالی احمدی تھے۔

اعلیٰ ترین دنیوی عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود سادگی، قناعت اور تواضع و انکسار آپ کا شیوہ تھا۔ ہمیشہ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی مثال قائم کر کے دکھائی۔ خلافتِ احمدیہ کے ساتھ وابستگی اور اطاعت کا تعلق آخر دم تک بڑی وفا کے ساتھ نبھانے کی توفیق پاتے رہے۔

دینی و دنیوی لحاظ سے جدوجہد سے بھرپور اور مصروفیات سے معمور زندگی گزار کر واشنگٹن امریکہ میں خدا کا یہ وفادار بندہ ۲۲ر جولائی ۲۰۰۲ء (ساڑھے گیارہ بجے شب) بعمر ۸۹ سال اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صدر انجمن احمدیہ آپ کی المناک وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مرحوم کی اہلیہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ، آپ کے بھائی صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اور ہمشیرہ صاحبزادی امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ سید محمد احمد صاحب، عزیز ظاہر احمد صاحب نیز جماعت ہائے احمدیہ امریکہ سے دلی تعزیت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے۔ اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

ہم ہیں ممبران صدر انجمن احمدیہ پاکستان

## تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کی قرارداد تعزیت

"چند ماہ کی علالت کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ واشنگٹن میں ۲۲ر جولائی ۲۰۰۲ء کو بقضائے الٰہی ہمیں ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے کر اپنے مالک حقیقی مولائے کریم کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ر فروری ۱۹۱۳ء کو ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے "قمر الانبیاء" حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت سیدہ امۃ القیوم صاحبہ آپ کے عقد میں آئیں اس طرح آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا داماد ہونے کا شرف عطا ہوا۔ حضرت سیدہ امۃ القیوم صاحبہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی نواسی ہونے کے ناطے آپ کا تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے بھی ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ آپ نیک، متقی، دیندار اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔ بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ اپنے اور غیروں میں بہت مقبول تھے۔ غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کے ہمدرد تھے۔ سلسلہ کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والے اور خلافت کے عاشق اور فدائی تھے۔ قیادت کی اعلیٰ صفات بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں۔ بہترین منتظم تھے اور اقتصادی اور مالی امور میں بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے۔

آپ نے مختلف جہتوں سے جماعتی خدمات بجالانے کی سعادت پائی۔ ۱۹۸۹ء تا وفات آپ کو جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کے امیر کے طور پر تاریخی خدمات کی توفیق ملی۔ آپ کے دورِ امارت میں ہر میدان میں جماعت امریکہ نے غیر معمولی ترقی کی اور بالخصوص مالی لحاظ سے جماعت امریکہ کو غیر معمولی استحکام نصیب ہوا اور جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر میں ممتاز پوزیشن حاصل کرنے کی توفیق پائی۔ واشنگٹن میں بیت الرحمٰن کی عظیم الشان عمارت تعمیر ہوئی اور اسی طرح کئی دوسرے مقامات پر بھی مساجد ان کے عہد میں تعمیر ہوئیں۔ پاکستان میں جماعت کے ایام ابتلاء میں جماعت کی مشکلات دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔

بطور ممبر مجلس تحریک جدید، چیئرمین نمبر ۲ انٹرنیشنل صد سالہ جوبلی منصوبہ کمیٹی، ممبر شوریٰ سٹینڈنگ فنانس کمیٹی کے علاوہ دیگر کئی حیثیتوں میں آپ کو نمایاں خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ آپ کو عین جوانی میں ۱۹۳۸ء میں نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق ملی اور کماحقہٗ اس کے تقاضے پورا فرماتے رہنے کی سعادت پائی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کی۔ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں رہائش رہی۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں بھی تعلیم پائی۔ انڈین سول سروس کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو ملکی اور بین الاقوامی نمایاں خدمات کی توفیق حاصل ہوئی۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر، صوبائی سیکرٹری فنانس و ایڈیشنل چیف سیکرٹری، مرکزی فائننس سیکرٹری، ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن اور صدر پاکستان کے مشیر برائے اقتصادی امور کے طور پر آپ کو گراں قدر ملکی خدمات کی توفیق ملی۔ قریباً بارہ سال آپ نے ورلڈ بنک میں بطور ڈائریکٹر اور آئی ایم ایف میں بطور ایگزیکٹو سیکرٹری بین الاقوامی سطح پر نمایاں خدمات کی توفیق پائی اور جماعت احمدیہ اور پاکستان کے لئے نیک نامی کا باعث ہوئے۔ ہم ممبران مجلس تحریک جدید اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیگم محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ، آپ کے بھائی مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب، آپ کی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد احمد صاحب، محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ بیگم مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب مرحوم، مکرم ظاہر احمد سیال صاحب، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر جملہ افراد اور عالمگیر جماعت ہائے احمدیہ کے تمام افراد سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم کو اپنے قرب میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند سے بلند فرماتا چلا جائے"۔

**fozman foods**

*BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS*

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

**الفضل انٹرنیشنل میں**

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

# ایک نیک بی بی کی یاد میں

(تحریر: مکرم مولانا محمد منور صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ)

مکرم مولانا محمد منور صاحب (مرحوم) سلسلہ احمدیہ کے ایک جید عالم اور کامیاب مبلغ سلسلہ تھے۔ آپ کو ایک لمبا عرصہ بیرون پاکستان مختلف ممالک میں خدمت اسلام کی توفیق حاصل ہوئی۔ آپ کی ایک اہلیہ محترمہ کا انتقال ۶؍جون ۱۹۹۲ء کو ہوا۔ آپ نے مرحومہ کی یاد میں ان کے فضائل حمیدہ پر مشتمل جو مضمون تحریر فرمایا اس میں کامیاب ازدواجی زندگی کے بہت سے رہنما اصول بھی بیان ہیں مثلاً سادگی، قناعت، خلوص، وفا، باہمی احترام، قول سدید اور تقویٰ شعاری۔ اس مضمون سے مبلغ سلسلہ اور ان کے اہل خانہ کو جن خاص قربانیوں کی سعادت ملتی ہے ان کا بھی علم ہوتا ہے۔ یہ نہایت دلنشیں، روح پرور ذکر خیر مکرم مولانا صاحب مرحوم اور ان کی اہلیہ مرحومہ کے لئے دعا کی تحریک کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔

(مدیر)

میری پیدائش کے بعد ہی سے میرے لئے بہت سے رشتے آئے اکثر رشتوں کو بزرگوں نے خود ہی ناپسند ٹھہرادیا۔ جب میں نویں جماعت کا طالب علم تھا تو پھر میری شادی کا چرچا ہوا۔ میں نے اباجان کی خدمت میں انگریزی میں ایک عریضہ لکھا کہ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہے۔ میری شادی کا معاملہ فی الحال رہنے دیں۔ انہوں نے میری عرضداشت منظور کرلی۔

جب میں ایف اے سیکنڈ ایر میں تھا تو پھر ایک رشتہ کی پیش کش ہوئی۔ میں نے دعا کے بعد قرآن مجید سے فال لی تو سورہ یوسف کی وہ آیت سامنے آئی جس کا ترجمہ ہے "اور جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے۔ تو اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں فرماتا"۔ میں نے پھر شادی سے انکار کردیا۔

جون ۱۹۳۹ء میں میں دینی تعلیم کے لئے قادیان گیا اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوگیا۔ انہی ایام میں ایک پختہ عمر کے بزرگ میرے پاس آئے اور انگریزی پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے منظور کیا۔ وہ روزانہ میرے پاس آکر تھوڑا وقت انگریزی پڑھ لیتے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دراصل میرے حالات و کوائف کی تفتیش کررہے تھے۔ انگریزی پڑھنے کے بہانے وہ میرے کوائف حاصل کرتے رہے۔ ساری باتیں وہ اپنے برادر نسبتی برادرم محترم عبد الرحمٰن خان صاحب کو لکھتے رہے۔ یہ کوائف راولپنڈی سے وہ اپنے والد محترم منشی محمد حیات خان صاحب کو ملتان بھجواتے رہے۔

جناب محترم منشی محمد حیات خان صاحب ملازمت سے فراغت کے بعد آنریری انسپکٹر بیت المال کے طور پر خدمات بجالارہے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں جب میں گرمی کی تعطیلات گزارنے قادیان سے لودھراں گیا تو معلوم ہوا کہ بیت المال کے ایک انسپکٹر صاحب دورے پر لودھراں تشریف لارہے ہیں۔ مرکزی مہمانوں اور دوسرے احمدی احباب کا قیام بالعموم ہمارے ہاں ہوتا تھا۔ جب محترم خان صاحب کی آمد کی اطلاع جماعت کو دی گئی تو ایک بزرگ نے اباجان سے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر جناب خان صاحب کی خدمت میں ہماری طرف سے رشتہ کی درخواست پہنچادیں۔ محترم خان صاحب اباجان کے پرانے ملنے والے تھے۔ جب وہ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ان کی خدمت اور خاطر تواضع خاکسار کے سپرد ہوئی۔

اباجان نے ایک دن ان صاحب کی درخواست محترم خان صاحب کی خدمت میں پیش کردی۔ جناب خان صاحب نے بڑی بے تکلفی سے پوچھا" بابو صاحب آپ دوسروں کی سفارش کرتے ہیں۔ اپنے بیٹے کے لئے کیوں رشتہ طلب نہیں کرتے؟"۔ اباجان نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ تین چار سال قبل میرے چھوٹے بھائی کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے۔ قبلہ والد صاحب نے اسے میرے بیٹے سے منسوب کردیا ہے۔ اس لئے یہ معاملہ اب ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ان سے ذکر کردیکھیں۔

قتال پور کی جماعت بھی خان صاحب کے حلقہ میں شامل تھی۔ دورہ کرتے کرتے وہاں پہنچے اور باتوں باتوں میں رشتے کا ذکر بھی چل پڑا۔ حضرت داداجان نے فرمایا کہ رشتہ تو طے ہوچکا ہے۔ لیکن بچوں کی عمر میں کافی فرق ہے۔ اگر آپ جلدی سے یہ کام کرسکتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب بچی بڑی ہوجائے گی تو اس کا رشتہ بھی وہیں ہوجائے گا۔

محترم خاں صاحب نے صورت حال سے میرے والدین کو مطلع فرمایا اور رشتہ طے ہوگیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اسی سال جلسہ سالانہ کے موقع پر نکاح اور رخصتانہ ہوجائے۔ جناب خاں صاحب کے خلوص سادگی اور میانہ روی نے میرے دل پر بھی گہرا اثر چھوڑا۔ میں نے بھی ہاں کردی۔

رخصتوں کے بعد میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ قادیان واپس آگیا۔ جناب خاں صاحب اپنے سارے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ ان کی دو بیویاں فوت ہوچکی تھیں۔ آمد کا بھی کوئی معقول انتظام نہیں تھا۔ انہوں نے میرے اباجان سے کہا کہ اگر آپ پانچ سو روپے حق مہر کی رقم پہلے ادا کردیں تو ہم اس سے شادی کی تیاری کرلیں گے۔ اباجان نے ادائیگی کردی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر میرے والدین چھوٹی خالہ اور میرے چچاجان جو بعد میں میرے خسر بھی بننے والے تھے قادیان پہنچ گئے۔ برادرم عبد الرحمٰن خاں صاحب بھی اپنی چھوٹی ہمشیرہ آمنہ بی بی کو لے کر قادیان آگئے۔

۲۵؍دسمبر ۱۹۴۰ء کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ہمارے نکاح کا مسجد مبارک میں اعلان فرمایا۔ رخصتانہ کے لئے ۲۹؍دسمبر کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ جامعہ احمدیہ کی عمارت کے قریب اباجان نے ایک نیا مکان کرائے پر لے لیا اور محترم خاں صاحب سے دریافت کیا کہ بارات میں کتنے افراد شامل کئے جائیں۔ حضرت خاں صاحب نے جواباً فرمایا کہ بیٹی تو میں نے ایک ہی کو دینی ہے۔ آپ جتنے افراد شامل کرنا پسند کریں کرلیں۔

صرف افراد خانہ پر مشتمل چند افراد بارات کے ساتھ گئے۔ اور رخصتانہ لے آئے۔ میرے چچاجان بھی اس شادی پر بہت خوش تھے کیونکہ یہ معاملہ حضرت داداجان کی منظوری سے طے پایا تھا اور ان کی اطاعت ہر حال میں ان پر واجب تھی۔ چند دن کے بعد جلسہ کی رخصتیں ختم ہوگئیں۔ میرے والدین اپنی بہو کو لے کر لودھراں چلے گئے اور میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں لوٹ آیا اور تعلیم حسب معمول جاری رہی۔

آئندہ سال اباجان قادیان آئے اور محلّہ دارالفضل میں ہمارے لئے ایک مکان خرید لیا۔ ہم بالاخانے میں رہنے لگے اور نچلا حصہ کرائے پر دے دیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد والدہ محترمہ بھی ہمارے پاس آگئیں۔ اپنی بھانجی کو بھی تعلیم کے لئے قادیان لے آئیں۔ جس نے بعد میں میری دوسری بیوی بننا تھا۔ میری پہلی بیوی ہم سب کی خدمت میں مصروف ہوگئیں۔

اگلے سال میں نے درجہ ثانیہ کا امتحان دیا جو پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل کا امتحان کہلاتا تھا۔ میں اپنی جماعت میں اول، یونیورسٹی میں سوم اور فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔ میری بیوی نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ کو یہ پوزیشن میری وجہ سے ملی ہے۔ مجھے اس سے اختلاف کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور ان کی بات مان لی گئی۔

ہمارے مولوی فاضل کے امتحان کے بعد حضرت سیدنا مصلح موعودؓ نے مسلسل خطبات جمعہ میں جماعت کے نوجوانوں کو وقف زندگی کی طرف بلایا۔ میں نے بیوی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوگی۔ میں نے وقف زندگی کا فارم پر کردیا۔ وقف منظور ہوگیا۔ پہلے مہینے کے اختتام پر مجھے دس روپے الاؤنس ملا۔ ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی، وقف بھی منظور اور ساتھ روپے بھی۔

مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد میں نے مربیان کی کلاس میں داخلہ لے لیا جو دو سال کی ہوتی تھی۔ اس کے بعد ایک سال کے لئے صَرف کا ایک خصوصی کورس کیا اور ۱۹۴۶ء کے آغاز میں مجھے مربی کے طور پر کانپور (یو۔پی) بھجوادیا گیا۔

جنوری ۱۹۴۶ء سے دسمبر ۱۹۴۶ء تک کا عرصہ ہم میاں بیوی نے الگ الگ گزارا اور یہ ہمارا کامیاب تجربہ ثابت ہوا۔ ابھی اس سے سخت امتحان آگے آنے والے تھے۔

گھریلو زندگی میں بچوں کی پیدائش ایک قدرتی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ جب کچھ سال شادی کے بعد یونہی گزر گئے تو میری والدہ محترمہ کو فکر دامنگیر ہوا۔ کئی جگہ سے علاج کرایا گیا مگر کارگر نہ ہوا۔ بلکہ کہا گیا کہ اولاد ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسے حالات میں دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ ہوجاتی ہے۔ بہت سے بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست کی۔ مزنگ لاہور کے حضرت قاضی حبیب اللہ صاحبؓ (صحابی حضرت بانی سلسلہ) ان دنوں قادیان میں تھے۔ ان سے بھی دعا کی التجا کی۔

تھوڑے دنوں کے بعد میری گھر والی نے ایک خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر حضرت قاضی صاحب نے یہ فرمائی کہ ہمارے ہاں بیٹا ہوگا۔ مگر خاموشی بدستور قائم رہی اور حالات جوں کے توں رہے۔ اتنے میں ہندوستان تقسیم ہوگیا۔ قادیان بھارت کا حصہ بن گیا۔ فسادات شروع ہوگئے اور ہم گھر بار، سامان (جس میں جہیز کا سامان بھی شامل تھا) چھوڑ کر بورڈنگ تحریک جدید میں پناہ گزیں ہوگئے۔ بسوں کا ایک بڑا قافلہ پاکستان سے قادیان آیا۔ اس میں عورتیں بچے اور بوڑھے پاکستان کے لئے روانہ ہوگئے۔ میری والدہ محترمہ، بیوی اور ہونے والی بیوی بھی اپنے وطن ملتان چلے گئے۔ اباجان اور میں قادیان رہ گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اباجان کو بھی محکمہ ڈاک خانہ جات نے بلالیا اور میں درویش قادیان بننے کے لئے قادیان میں رک گیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد مجھے حکم ملا کہ پاکستان سے باہر جانے کے لئے لاہور چلا جاؤں۔ چنانچہ وسط نومبر ۱۹۴۷ء میں جو آخری قافلہ قادیان سے لاہور گیا میں اس میں شامل ہوگیا۔ میرا قیام لاہور میں تھا۔ بیوی ملتان شہر میں تھیں۔ حضرت داداجان، والدہ محترمہ اور دوسرے رشتہ دار گاؤں میں تھے۔ اباجان بصیرپور ضلع منٹگمری میں ملازمت پر تھے۔ اس اثناء میں وکالت تبشیر کی طرف سے ارشاد ملا کہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو افریقہ کے لئے روانہ ہونا ہے۔

جماعت کی حالت نہایت بے سروسامانی کی تھی۔ اس کے باوجود ہمارے پیارے اولوالعزم آقا نے پانچ مربیوں کا قافلہ حسب پروگرام یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو پرسوز دعا کے ساتھ لاہور (رتن باغ) سے روانہ فرمایا۔ تین مغربی افریقہ کے لئے اور دو مشرقی افریقہ کے لئے۔ چونکہ جہازوں کا ملنا مشکل تھا۔ اس لئے سیٹیں بھی بک نہ کرائی گئیں اور ہمیں حکم ہوا کہ کراچی پہنچ کر خود انتظام کریں۔

ہم نے اپنی وکالت کو بتادیا تھا کہ ہمیں اپنے عزیزوں سے بھی ملنا ہے۔ اس کے بعد کراچی جانا ہوگا۔ مکرم مولانا عبد الکریم صاحب شرما اور خاکسار نے مشرقی افریقہ جانا تھا۔ ہم نے مشورہ کیا کہ ملتان سٹیشن پر اتر کر اپنے رشتہ داروں سے مل کر جلد از جلد آگے روانہ ہوجائیں گے۔

خاکسار کے سسرال محلّہ کوٹلہ تولے خاں میں مقیم تھے۔ میری بیوی بھی وہیں تھیں۔ ایک رات وہاں گزاری اور وہی ملاپ بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری کے آثار کے ظہور کا موجب بن گیا۔ اگلے روز میں گاؤں روانہ ہوگیا اور سب رشتہ داروں سے ملاقات کے بعد براستہ کراچی چلا گیا۔

کراچی سے ہمیں مارچ میں ایک بحری جہاز میں جگہ ملی۔ مگر وہ ہمیں بمبئی پہنچا کر واپس چلا آیا۔ بمبئی میں ایک ہفتہ قیام کے بعد ہمیں دوسرا جہاز ملا جو مولانا شرما صاحب اور خاکسار کو مشرقی افریقہ لے گیا۔ مولانا شرما صاحب کو ٹانگانیکا اور مجھے کینیا جانا تھا۔ یکم اپریل ۱۹۴۸ء کو میں نیروبی پہنچا اور چند روز وہاں ٹھہرنے کے بعد مجھے صوبہ نیانزا میں تعینات کردیا گیا۔

صوبہ نیانزا میں میرا قیام لوانڈا (LUANDA) میں تھا۔ وہاں اور بھی کئی مربی صاحبان موجود تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے خوب دل لگا کر کام کرنے کی توفیق پائی۔ وہیں مجھے ابّاجان کا خط ملا کہ آپ کی بیوی کی طبیعت ملتان میں خراب رہتی تھی اس لئے انہیں ہم اپنے پاس بصیرپور لے آئے ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنا ایک خواب لکھا کہ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ہمارے ہاں آئے ہیں اور مٹھائی تقسیم ہو رہی ہے۔ اس کی تعبیر بھی انہوں نے لکھ دی کہ آپ کے ہاں بیٹا ہوگا اور اس کا نام مبارک احمد رکھیں گے۔

ابھی لوانڈا ہی میں تھا کہ سات اکتوبر ۴۸ء کو عزیز مبارک احمد کی پیدائش کی خوشخبری مل گئی۔ لیکن میں نے عزیز کو اس وقت دیکھا جب اس کی عمر قریباً چار سال کی ہو چکی تھی۔ اس وقت (یعنی ۱۹۵۲ء میں) ابّاجان منٹگمری (موجودہ ساہیوال) میں مقیم تھے۔

۱۹۵۰ء میں اباجان نے مطلع فرمایا کہ میرے چچا (ان کے چھوٹے بھائی) نے لکھا ہے کہ ان کی بیٹی شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ اعلان نکاح کر دیا جائے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ میں تو واقف زندگی ہوں۔ اپنے بارہ میں مَیں کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ پھر دوسری شادی کی حاجت بھی نہیں ہے۔ بیوی اور بچہ موجود ہیں۔ اس لئے اگر آپ ضروری سمجھیں تو حضور کی خدمت میں معاملہ پیش کر دیں۔ حضور نے رشتہ کرنے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی شرط لگائی کہ دونوں بیویوں کو افریقہ بھیجنا ہوگا۔

جب وکالت تبشیر کی طرف سے مجھے اس مضمون کا خط ملا تو طبعی طور پر پریشانی ہوئی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ میں نے اباجان کو وکالت نامہ بھجوا دیا کہ وہ میری طرف سے رضامندی کا اعلان کر دیں۔ چچا جان نے خود ہی نکاح کا اعلان کر دیا اور مجھے اطلاع بھجوا دی گئی۔

نومبر ۱۹۵۲ء میں مجھے پاکستان آنے کی اجازت ملی۔ میرے پہنچنے سے پہلے میری دوسری بیوی ہمارے ہاں ساہیوال پہنچ چکی تھیں۔ لمبا عرصہ بیرون ملک رہنے کی وجہ سے میری صحت کافی خراب ہو چکی تھی۔ میں شادی کے موڈ میں نہیں تھا۔ لیکن اباجان نے خود ہی ۲۴ ر نومبر کی تاریخ مقرر فرما دی۔ شادی کے لئے کسی کو مدعو نہیں کیا گیا تھا۔ دلہن کے والدین کو بھی اس تاریخ سے مطلع نہیں کیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جماعت ساہیوال کے کسی فرد کو اس کا علم نہیں تھا۔ ۲۴ ر تاریخ کو والدین نے ہم دونوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اور شادی ہو گئی۔ بعد میں بذریعہ خط دلہن کے والدین کو اطلاع دے دی گئی کہ آپ کی بیٹی بیاہی گئی ہے۔

حضور کے فیصلے کے مطابق دونوں بیویوں کو افریقہ بھجوانا تھا۔ ان کے پاسپورٹ بنوائے گئے اور اپریل ۵۳ء میں عزیز مبارک احمد اور دونوں بیویوں کو ساتھ لے کر میں واپس نیروبی پہنچ گیا۔ چند ماہ نیروبی ٹھہرنے کے بعد ہمیں صوبہ نیانزا بھجوا دیا گیا۔ چونکہ کسوموں شہر میں جماعت کی ایک عبادت گاہ "مسجد محمود" مکرم محمد اکرم خاں صاحب غوری نے اپنے خرچ پر تعمیر کرادی تھی اور دارالجماعۃ بھی مکمل ہونے والا تھا اس لئے چند ماہ ادھر ادھر رہائش کے بعد ہم مشن ہاؤس میں منتقل ہو گئے۔

۱۹۵۵ء میں مجھے جماعتی کاموں کے لئے نیروبی بلوایا گیا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ جناب غوری صاحب نے فون پر مجھے دوسری بیوی سے بچی کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ لیکن نیروبی میں ابھی کام ختم نہیں ہو پایا تھا۔ اس لئے مزید ایک ہفتہ قیام کر کے مجھے کسوموں واپس جانے کی اجازت مل گئی۔ صوبہ نیانزا میں تین سال کام کرنے کے بعد ہماری تبدیلی نیروبی ہو گئی۔ کرائے کے مکانوں میں رہائش رہی۔ لیکن نیروبی کی آب وہوا والدہ مبارک احمد کو راس نہ آئی۔ انہیں دمہ کی سخت تکلیف شروع ہو گئی۔ کسی علاج سے صحت حاصل نہ ہو سکی۔ آخر ڈاکٹر نے تبدیلی آب وہوا کا مشورہ دیا۔ میں انہیں ایک ماہ کے لئے ساحلی شہر ممباسہ لے گیا۔ وہاں جاتے ہی ان کی صحت ٹھیک ہو گئی۔ ایک مہینہ کے بعد جب واپس نیروبی آئے تو نیروبی ریلوے سٹیشن پر پہنچنے سے پہلے ہی انہیں پھر دمہ کا عارضہ شروع ہو گیا۔ میری دوسری بیوی دن رات ان کی دیکھ بھال میں لگی رہتیں اور مجھے دینی کام کرنے کے لئے کافی وقت مل جاتا۔

اگست ۵۸ء میں مجھے دو ماہ کے لئے کینیا سے باہر جانے کا حکم ملا اس کے لئے میں بخوشی تیار ہو گیا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میری غیر حاضری میں بھی دونوں بیویاں حسب معمول ایک دوسری کا بھی اور بچوں کا بھی عمدگی سے خیال رکھیں گی۔ فی الحقیقت ایسا ہی ہوا۔ جب میں شمالی روڈیشیا (موجودہ زیمبیا) اور نیاسا لینڈ (موجودہ ملاوی) کا دورہ مکمل کر کے واپس نیروبی پہنچا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کو امن و سکون سے رہتے ہوئے پایا۔

۶۰ء کے اواخر میں ہم پاکستان واپس لوٹے۔ ربوہ میں تحریک جدید کے پاس کوئی کوارٹر خالی نہیں تھا۔ حضرت منشی محمد حیات خاں صاحب محلّہ دارالیمن میں مقیم تھے۔ مبارک احمد اور ان کی والدہ کو وہاں چھوڑا اور دوسری بیوی کو ان کے میکے پہنچا آیا۔ میں خود کبھی ربوہ اور کبھی سرائے سدھو آتا جاتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن برادرم مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ان کے محلّہ فیکٹری ایریا میں ایک مکان برائے فروخت ہے۔ پانچ مرلہ زمین پر تعمیر شدہ ہے۔ گھر والوں سے مشورہ کے بعد اور اباجان سے کچھ رقم حاصل کرنے کے بعد مکان کا سودا ہو گیا۔ میں محترم سیف صاحب کو جو میرے ہم جماعت اور بڑے محبت کرنے والے ہیں کا ہمیشہ ممنون رہا ہوں کہ انہوں نے اس محلّہ میں مجھے چھوٹا سا گھر دلوا کر صاحب جائیداد بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں میں اجر عظیم عطا فرمائے۔

۶۱ء میں بچوں کو ربوہ میں چھوڑ کر واپس کینیا چلا گیا۔ وہاں سے مجھے ٹانگانیکا مشن کا انچارج بنا کر دارالسلام بھجوا دیا گیا اور ہر مشن براہ راست مرکز ربوہ کے سامنے جوابدہ بن گیا۔

میری غیر حاضری میں بھی میری دونوں بیویوں کا باہم معاملہ غیر معمولی طور پر قابلِ تعریف رہا۔ کبھی جھگڑے کی نوبت نہ آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صرف میں ہی واقفِ زندگی نہ تھا۔ میری دونوں بیویاں بھی عملاً اپنے آپ کو دینی خدمت کے لئے وقف کر چکی تھیں۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش اور کوشش رہی کہ وہ مجھے خدمت دین کے لئے زیادہ سے زیادہ فرصت مہیا کریں۔

ہماری یہ حالت دیکھ کر بعض دفعہ ناواقف عورتیں والدہ مبارک احمد سے دریافت کرتیں کہ کیا یہ آپ کی بیٹی ہیں۔ تو وہ کہتیں یہ مولوی صاحب کی دوسری بیوی ہیں۔ یہ سن کر وہ متعجب ہوتیں کہ بظاہر تو ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ والدہ مبارک احمد نے کبھی سوت یا سوکن کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ نہایت صبر و تحمل بلکہ محبت اور شفقت کا سلوک ایک دوسری سے کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس بے نفسی کا احسن بدلہ دے۔

عزیزہ امتہ الباسط ایاز صاحبہ نے والدہ مبارک احمد کی وفات کی خبر روزنامہ الفضل میں پڑھ کر لندن سے ہمیں تعزیتی خط لکھا ہے۔ اس میں بڑے افسوس کے اظہار کے علاوہ انہوں نے لکھا ہے کہ آپا آمنہ مثالی بیوی تھیں۔ اس بات میں شک ہی کیا ہے کہ عورت کی فطرت چاہتی ہے کہ اسے خاوند کی پوری محبت حاصل رہے۔ کسی قسم کی شراکت اسے کلیۃً ناپسند ہوتی ہے۔ لیکن والدہ مبارک اکثر کہا کرتی تھیں کہ جب شریعت نے مرد کے لئے تعدد ازدواج کی گنجائش رکھی ہے اور حضور نے بھی آپ کو دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے تو میں اسے ناپسند کیسے کر سکتی ہوں۔ گویا نفس بالکل مار دیا گیا تھا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ والدہ مبارک مجھ سے انتہائی احترام کا سلوک کرتی تھیں۔ میاں بیوی میں محبت تو ہوتی ہے لیکن ان میں ادب کا مادہ انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ باون سال کی ازدواجی زندگی میں انہوں نے کبھی میرے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے جن میں کسی قسم کی درشتی اور ہتک پائی جاتی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی وہ مثالی بیوی تھیں۔ ورنہ عام انگریزی مقولہ ہے کہ محبت اور لڑائی میں سبھی کچھ جائز ہوتا ہے۔

والدہ مبارک احمد نے قرآن شریف پڑھانے میں بے حد کام کیا۔ ۳۲ سال تک وہ اس محلّہ میں رہی ہیں۔ لجنہ کے دوسرے کاموں کے علاوہ بہت سے بچوں اور بچیوں کو انہوں نے قرآن مجید ناظرہ سکھایا۔ ان کے شاگرد ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چند روز پہلے عزیزم مظفر محمود احمد صاحب مربی سپین نے والدہ مبارک احمد کی وفات کی خبر سن کر لکھا "وہ ہماری معلمہ تھیں۔ اور بچوں سے بہت پیار کرنے والی ہستی تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے اور آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے"۔

غریب عورتوں کے ساتھ ان کا سلوک بھی مثالی تھا۔ کسی کو اپنے سامنے زمین پر بیٹھنے نہیں دیتی تھیں۔ ہمیشہ چارپائی یا کرسی پیش کرتیں اور نقد، جنس یا کپڑوں سے ان کی مدد کرتیں۔

مالی قربانی یا چندوں کی ادائیگی میں بھی ان کا قدم بہت آگے تھا۔ پانچویں حصہ کی وصیت تو انہوں نے قادیان ہی میں کر دی تھی جو چھ جون ۹۲ء تک (جو ان کا یوم وفات تھا) باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ آخری رسید کی تاریخ چھ جون ہی ہے۔

تحریک جدید، وقف جدید اور لجنہ کے فرض اور طوعی چندہ جات بھی باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ گزشتہ رمضان میں میں نے انہیں بتایا کہ ہمارے حلقہ کی مسجد سلام کا برآمدہ بن رہا ہے۔ میں اس میں اپنا چندہ ادا کر آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی پچاس روپے کا نوٹ مجھے دیا کہ میری طرف سے بھی ادا کر دیں۔ میں نے کہا کہ صدر صاحب محلّہ ھذا نے اعلان کیا ہے کہ محلے والوں سے سو روپے کم از کم لئے جائیں۔ اس پر وہ سو روپے لے آئیں یہ آخری نفلی چندہ تھا جو خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے انہوں نے دیا۔

ریٹائر ہونے کے بعد میں نے کوشش کی کہ ان کا وصیت کا چندہ فاضلہ رہے۔ کئی بار خدا تعالیٰ کے فضل سے دفتر بہشتی مقبرہ سے ہمیں فاضلہ کی اطلاع ملی۔ مَیں نے دونوں بیویوں کی وصیت اسی لئے کرائی تھی کہ جس طرح ہم نے دنیا میں پر سکون اور خوشگوار زندگی گزاری ہے اگر خدا تعالیٰ چاہے تو آخرت میں اس سے بھی بہتر ماحول میں زندگی گزرے۔ وہاں نہ بیماری ہو گی۔ نہ بڑھاپا اور نہ جنت سے نکالے جانے کا ڈر۔ وہاں تو موت قدم بھی نہ رکھ سکے گی۔ بالخصوص والدہ مبارک جیسی نیک صورت اور فرشتہ سیرت بی بی سے توجدا ہونے کو ایک لحہ کے لئے دل نہیں چاہتا تھا۔ خدا تعالیٰ کی مشیت نے عارضی طور پر ہمیں جدا کیا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد ہم ان سے جا ملیں گے۔ ان کی وفات پر کافی دن گزر گئے ہیں۔ پھر بھی کبھی کبھی دل سے آوازا ٹھتی ہے کہ

کسی نظر کو تیرا انتظار آج بھی ہے
کہاں ہو تم کہ یہ دل بے قرار آج بھی ہے

باقی صفحہ نمبر ۶ پر ملاحظہ فرمائیں

الحمدللہ ، الحمدللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے انسٹی ٹیوٹ میں سے گزشتہ سال پڑھ کر فارغ ہونے والے ۸۰ فی صد سٹوڈنٹس کو اللہ تعالیٰ نے بہترین ملازمت سے نوازا ہے اور بہت سی کمپنیاں اب خود ڈیمانڈ کر رہی ہیں کہ ہمیں آپ کے پاس پڑھے ہوئے اور لوگوں کی ضرورت ہے

نئے کورس کے لئے داخلے جاری ہیں

E-mail: Khalid@t-online.de

MICROSOFT PROFESSIONAL IT TRAINING CENTRE

EHRHARTSTR.4 30455 HANNOVER, GERMANY.

Tel :00 (49) + 511 - 40 43 75 Fax:00 (49) + 511 - 48 18 735

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:
AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ. U.K.

## دمشق کی تاریخی مسجد "الجامع الأموی"

مسلمانوں نے جب دمشق فتح کیا تو حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عبیدہ بن الجراحؓ شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہوئے اور جس مقام پر دونوں لشکر باہم ملے اور باجماعت نماز ادا کی گئی وہاں بعد ازاں ایک شاندار مسجد تعمیر کی گئی جسے مختلف اوقات میں چار نام دیئے گئے یعنی جامع دمشق، جامع بنی امیہ، الجامع الأموی اور الجامع المعمور۔ آجکل یہ مسجد الجامع الأموی کے نام سے معروف ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ اور ۱۰؍جنوری ۲۰۰۲ء میں اس عظیم الشان تاریخی مسجد کے بارہ میں تفصیلی مضمون مکرم داؤد احمد عابد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

موجودہ شکل میں مسجد کی باقاعدہ تعمیر ۸۶ھ بمطابق ۷۰۶ء میں شروع ہوئی اور اسے مکمل ہونے میں نو سال کا عرصہ صرف ہوا۔ اس کی تعمیر میں مسجد نبوی کے نقشہ کو مدّنظر رکھا گیا تھا۔ یہ پہلی مسجد تھی جس میں محراب، مینار اور گنبد وغیرہ تعمیر کئے گئے۔ گویا یہاں سے اسلامی فن تعمیر کا آغاز ہوا۔ اس مسجد کو دوسری مساجد سے ممتاز کرنے والی ایک چیز وہ کاشی کاری ہے جو اس میں کی گئی ہے۔ مختلف رنگین پتھروں اور سونے سے مزیّن یہ فن پارہ اپنی مثال آپ ہے جو دیکھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ اس کا طول و عرض تیس ہزار مربع میٹر تھا۔ ۱۸۹۳ء میں اس کاشی کاری کا بیشتر حصہ آگ کی نذر ہو گیا۔

اس مسجد کی تعمیر پر قریباً ایک کروڑ بارہ لاکھ اشرفی یا دینار خرچ آیا۔ اس کے کھاتہ جات اٹھارہ اونٹوں پر لدوا کر ولید بن عبدالملک کی خدمت میں پیش کئے گئے جنہوں نے انہیں بغیر پڑھے یہ کہہ کر جلوا دیا کہ نیک کام میں حساب کتاب کیسا؟۔

یہ مسجد نماز کی ادائیگی کے علاوہ بھی خاص اہمیت کی حامل تھی۔ حاکم وقت یہاں اپنے عمال سے ملاقاتیں کرتے، یہیں عدالت لگائی جاتی اور دیگر قومی اہمیت کے معاملات سے متعلق مشاورت اسی جگہ ہوتی۔ یہاں کئی جید علماء کرام درس و تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے جن میں حضرت امام غزالیؒ اور امام ابن عساکرؒ بھی شامل ہیں۔ اسی مسجد میں "تاریخ ابن عساکر" تصنیف ہوئی۔

مسجد کا ایک کمرہ "بیت الخطابہ" یعنی لائبریری تھا۔ ہزاروں نادر کتب اسکی زینت تھیں، عربی کے علاوہ یونانی، لاطینی، آرامی اور سامی زبانوں میں بھی کتابیں موجود تھیں جن کے تراجم کا کام بھی یہیں ہوتا تھا۔ آگ کے نتیجہ میں اس لائبریری کو خاص طور پر بہت نقصان پہنچا۔ بعد میں بچی کھچی کتابیں میوزیم کی زینت بن گئیں جن میں قرآن کریم کا وہ نادر نسخہ بھی شامل ہے جسے مصحف عثمانی کہا جاتا ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ یہ مسجد بہت سے مصائب سے گزری۔ ۶۶۸ھ میں تیمور لنگ کے حملہ کے نتیجہ میں یہ مسجد ایک کھنڈر کی طرح ہو گئی اور کسی سرائے خانہ کے طور پر استعمال ہونے لگی۔ بہت سے بے خانماں لوگوں نے یہاں ڈیرے جما لئے بلکہ بعض نے تو اصطبل کا کام بھی لیا۔ پھر ملک ظاہر رکن الدین نے اس مسجد کو لوگوں کے قبضہ سے آزاد کرا کر اس کی صفائی، تعمیر نو اور تزئین کا کام کروایا۔

اس سے قبل ۱۳۲ھ میں شدید زلزلہ کے باعث مسجد کی چھت لمبائی کے رُخ دونیم ہو گئی۔ قریباً ایک سو سال بعد ایک اَور زلزلہ نے مینار کو پتھروں کا ڈھیر بنا دیا۔ ۴۶۱ھ (۱۰۸۱ء) میں مسجد میں لگنے والی آگ کے بعد صرف اس کی دیواریں کھڑی رہ گئیں باقی سب کچھ قصہ پارینہ بن گیا۔ یہ آگ اُس جنگ میں کی جانے والی گولہ باری کا نتیجہ تھی جو عباسیوں اور فاطمیوں کے درمیان ہوئی۔ پھر چودہ سال کے بعد یہ مسجد دوبارہ تعمیر ہوئی۔ اسی طرح کئی بار زلزلوں اور آگ کے نتیجہ میں اس مسجد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ۱۸۹۳ء میں جو آگ لگی وہ ایک مزدور کے حقہ پینے کے نتیجہ میں بھڑکی جس نے مسجد کی چھت پر اپنا حقہ تازہ کرنے کیلئے آگ سلگائی تھی۔ اس کے بعد دمشق کے شہریوں نے وقار عمل کی طرز پر اس مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ چنانچہ چھ سال کے عرصہ میں یہ مسجد مکمل کی گئی۔

مسجد کے موجودہ نقشہ میں اُن مختلف مقامات اور کمروں کی نشاندہی کی گئی ہے جو تاریخی لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں۔ مثلاً ایک ہال میں حضرت امام غزالیؒ درس دیا کرتے تھے، اسی طرح ایک کمرہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بھی رہائش پذیر رہے، ایک جگہ حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک شہادت کے بعد یزید کے سامنے لایا گیا تھا۔

موجودہ مسجد کے چار دروازے دو گنبد اور تین مینار ہیں جن میں سے ایک المئذنة البیضاء یعنی سفید مینار کے طور پر مشہور ہے۔ یہ مینار ۱۲۴۷ء میں ازسرنو تعمیر کیا گیا۔ یہ چوکور ہے۔ یہ مینار ملک صالح الایوبی (ابن صلاح الدین ایوبی) کے زمانہ میں تعمیر کیا گیا اور اس کی بلندی ۶۵ میٹر تھی۔

## محترم چودھری غلام قادر باجوہ صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶؍مارچ ۲۰۰۲ء میں مکرم محمد اقبال باجوہ صاحب مربی سلسلہ ماریشس اپنے والد محترم چودھری غلام قادر باجوہ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ یونین کونسل کے سیکرٹری تھے لیکن دعوت الی اللہ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ جب مَیں نے میٹرک کا امتحان دیا تو مَیں نے آپ کو صاف کہہ دیا کہ مَیں اب آگے نہیں پڑھوں گا۔ کہنے لگے: بہت اچھا۔ لیکن جب عشاء کی اذان ہوئی تو فرمایا کہ وضو کر کے میرے ساتھ آؤ۔ ہم گھر کے ساتھ والی مسجد میں چلے گئے اور اپنی اپنی نماز شروع کر دی۔ آپ نے سجدہ میں جاکر میرا نام لے کر بہت دعا کی اور گریہ و زاری کی۔ حالانکہ مَیں اُن دنوں تارک المذہب تھا لیکن پھر بھی سجدہ میں پڑا روتا رہا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے کہا کہ تمہارے لئے مجھے سکون ہو گیا ہے۔

پھر خاکسار کو جامعہ احمدیہ پاس کرنے کی توفیق ملی۔ جب میدان عمل میں قدم رکھا تو آپ کی آسانی کی خاطر کبھی کبھار چھٹی لے کر گھر چلا جاتا۔ مئی ۱۹۹۹ء میں بھی گندم کی کٹائی میں والد صاحب کا ہاتھ بٹانے، آٹھ دن کی چھٹی لے کر گھر پہنچا۔ آپ کی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے دو دن زیادہ لگنے تھے۔ مَیں نے قبل از وقت دو دن کی چھٹی کی درخواست دفتر بھجوا دی۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ صرف درخواست بھجوانے سے رخصت نہیں ہو جاتی۔ تم جاؤ اور ناظر صاحب کو فون کر کے بتاؤ کہ تین دن کی رخصت چاہئے کیونکہ جب تم نے یہاں سے جانا ہے تو اُس دن بھی کام کیا کرو گے!۔ چنانچہ خاکسار نے ٹیلیفون کے ذریعہ رخصت حاصل کی اور گندم کی کٹائی کا کام مکمل کر کے واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔

خاکسار کے بیرون ملک آنے کے بعد آپ نے اپنے خطوط میں یہی لکھا کہ خدمت سلسلہ سے بڑھ کر اَور کوئی چیز نہیں، خدا تعالیٰ سے تعلق بنالو کہ اس کے سوا کوئی سہارا نہیں، دعاؤں سے غفلت نہ برتنا۔

## محترم سید محمد یوسف سہیل شوق صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم اپریل ۲۰۰۲ء میں محترم سید محمد یوسف سہیل شوق صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب رقمطراز ہیں کہ مرحوم کے دادا حضرت سید محمد حسین شاہ صاحبؓ نے پٹواری سے اپنی ملازمت شروع کی اور قانون گو ہو کر ریٹائرڈ ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر جب آپؓ نے اپنی خدمات جماعت کو پیش کیں تو حضورؓ نے آپؓ کو اپنی اور دیگر صاحبزادگان کی زمینوں کا مختار عام اور سیکرٹری تحریک جدید مقرر فرمایا۔ ان خدمات کو کئی سال تک آپؓ نے سرانجام دیا۔ محترم شوق صاحب کے والد محترم ڈاکٹر محمد جی احمدی صاحب کو مختلف اضلاع میں ضلعی افسر صحت کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ اس دوران آپ کو احمدیت کی خدمت کی سعادت بھی ملتی رہی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ راولپنڈی میں مقیم ہوئے۔ آپ کی وسیع و عریض کوٹھی میں اُس حلقہ کا مرکز نماز قائم ہوا۔ محترم شوق صاحب کے ایک چھوٹے بھائی محترم ڈاکٹر سید نسیم بابر صاحب کو ۱۹۹۰ء میں شہید احمدیت ہونے کی سعادت عطا ہوئی۔ محترم شوق صاحب خود زندگی وقف کر کے ربوہ آئے اور وفات تک بہت مفید خلائق زندگی گزارنے کی توفیق پائی۔ روزنامہ "الفضل" کے لئے آپ کو کثیر وقت دینا پڑتا لیکن آپ اپنے محلّہ کی مقامی جماعت کی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے۔ دو سال سے اپنے محلّہ کے زعیم مجلس انصاراللہ بھی تھے۔ اپنی موٹر سائیکل اور کار کو رفاہ عامہ کے لئے ہمیشہ وقف رکھا۔ بہت مہمان نواز تھے اور صلہ رحمی کرنے والے وجود تھے۔

آپ کا ایک خاندانی تربیتی رسالہ شائع ہوتا ہے جسے آپ ہی پایہ تکمیل تک پہنچایا کرتے۔ اسی طرح آپ کے خاندان میں ایک ٹرسٹ قائم ہے جس کے آپ سیکرٹری تھے اور اس کے لئے بڑی محنت کیا کرتے تھے۔ محنت کی شروع ہی سے آپ کو عادت تھی۔ رات گیارہ بارہ بجے تک لکھنے پڑھنے کا کام جاری رہتا۔ جب "الفضل" کا کوئی خاص نمبر نکلنا ہوتا تو کئی راتیں مسلسل کام ہوتا۔ آپ کو دو کتب کے علاوہ کثرت سے مضامین اور نظمیں لکھنے کی توفیق بھی ملی۔ جب "الفضل" کی اشاعت پر پابندی لگ گئی تو فراغت آپ کیلئے ناقابل برداشت ہو گئی۔ آپ کے حضور کی خدمت میں تحریر کرنے پر حضور انور نے آپ کو وکالت اشاعت میں کام کرنے کا ارشاد فرمایا جہاں آپ چند سال کام کرتے رہے۔

مجھے دو سال تک آپ کی ہمسائیگی کا موقع بھی ملا۔ آپ بہترین ہمسائے تھے۔ دعوت الی اللہ کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں کئی سفر کئے۔ بعد میں روحانی اولاد کا مکمل خیال رکھتے۔

## اعزاز

☆ مکرم محمد احمد منور صاحب، یونیورسٹی آف ماریشس میں کمپیوٹر سائنس (آنرز) کے فائنل امتحان میں اوّل آکر طلائی تمغہ کے حقدار ٹھہرے ہیں۔

☆ مکرم محمد عثمان سیٹھی صاحب نے نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی NUST سے میکاٹرانک انجینئرنگ کے فائنل پراجیکٹ میں طلائی تمغہ اور چاروں سمیسٹرز میں وظیفہ حاصل کیا ہے۔

☆ مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ نے میٹرک کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ کے آرٹس گروپ کی طالبات میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے اور طلائی تمغہ و نقد انعام کی حقدار قرار پائی ہیں۔

☆ مکرمہ سعدیہ لطیف صاحبہ نے میتھ میں Ph.D. کرنے کے لئے سکالرشپ حاصل کیا ہے۔ قبل ازیں وہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے M.Phil (Math) میں اوّل آکر طلائی تمغہ کی حقدار بھی قرار پائی ہیں۔

☆ ڈاکٹر صدف ودود صاحبہ نے خیبر میڈیکل کالج پشاور سے MBBS کے تمام پروفیشنل امتحانوں میں نمایاں کامیابی کے ساتھ تین طلائی تمغے حاصل کئے ہیں۔

# Muslim Television Ahmadiyya

## Programme Schedule for Transmission

20/09/2002 – 26/09/2002

Muslim TV AHMADIYYA

*Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344*

**Friday 20th September 2002**
**20 Tabook 1381**
**12 Rajab 1423**

00.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01.00 Yassarnal Quran Class: Lesson No. 34
Presented by Qari Muhammad Ashiq
Presentation of MTA Studios, Pakistan.
01.30 Majlis-e-Irfan: Q/A Session with Huzoor
Rec: 25.05.01
02.15 MTA Sports: Final Kabadee Match
Rabwah vs Lahore
03.10 Around the Globe: An English Documentary
'One arctic summer and return to Sweden'
Courtesy of MTA Studios, USA
04.10 Seerat un Nabi (saw): Discussion Programme
Hosted by Saud Ahmad Khan prog No. 64
04.40 MTA Variety a visit to 'Goleahra Gali'.
Presentation of MTA studios, Pakistan
05.00 Homeopathy Class: Lesson No.94
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05 Tilawat, MTA News
06.35 Liqaa Ma'al Arab: Session No.265
07.40 Siraiki Prog: Seerat un Nabi (saw) Prog No. 15
Hosted by Jamal-ud-Din Shams
08.24 Siraiki Dars-e-Hadith, topic: 'Hospitality'
Prog No. 3 Hosted by Jamal-ud-Din Shams
08.50 Majlis-e-Irfan: Q/A Session Rec: 25.05.01 ®
09.35 Ta'aruf: Interview with Dr Fahmeeda Munir
Hosted by Lajna Imaiallah Paksitan
10.25 Indonesian Service: Various Items
11.25 Seerat un Nabi (saw): Discussion Prog No. 64®
12.00 Friday Sermon – LIVE From Fazl Mosque
13.05 Tilawat, MTA News, Dars Malfoozaat
14.00 Mulaaqaat: With Bengali Speakers.
Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.05 Friday Sermon Rec: 20.09.02®
16.05 Yassarnal Qur'an Prog No. 34 ®
16.30 French Service: Various Programmes
17.30 German Service: Various Items
18.35 Liqaa Ma'al Arab: Session No.265 ®
19.40 Arabic Service: Various Items
20.40 Majlis-e-Irfan: Q/A Session with Huzoor ®
21.30 Friday Sermon ®
22.30 Dars e Hadith ®
22.45 Homeopathy Class: Lesson No.94

**Saturday 21st September 2002**
**21 Tabook 1381**
**13 Rajab 1423**

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
01:00 Yassarnal Qur'an: Programme No.32
By Qari Muhammad Ashiq
01:20 Q&A Session with Hazoor and English speaking friends Rec: 24.04.94
02:30 Kehkashaan: Topic: 'Inkasari aur Aajzi'.
Hosted by Meer Anjum Parvez.
03:00 Urdu Class: Lesson No.459,
Rec:19.02.99
04:15 Learning French: Lesson No: 34
Presented by Naveed Marty
04:50 Mulaqaat with German speaking Guests.
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06:05 Tilaawat, News.
06:30 Liqaa Ma'al Arab, Session No: 26
Rec: 27.03.97
07:35 Classe des Enfants: From Mauritius
08:20 Dars-ul-Qur'an, Session No:7
Rec: 18.01.97.
10:05 Indonesian Service: Various Items
11:20 Kehkashaan: Topic of 'Inkasari aur Aajzi'. ®
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
12:50 Urdu Class: Lesson No.459. ®
Rec: 19.02.99
14:05 Bangla Shomprochar: variety of programmes.
15:05 Children Class: With Huzoor Rec: 21.09.02.
16:20 French Service: Classe des enfants ®
17:05 German Service: Various Items
18:10 Liqaa Ma'al Arab Session No: 266 ®
19:15 Arabic Service: Various Items
20:15 Yassarnal Qur'an: Lesson No: 32 ®
20:35 Q & A Session ®
21:40 Children Class: With Huzoor ®
22:40 Mulaqaat: With German Speakers ®

**Sunday 22nd September 2002**
**22 Tabook 1381**
**14 Rajab 1423**

00:05 Tilaawat, Seerat-un-Nabi, News.
01:00 Children Class: With Huzoor, Rec: 05.05.01
Part 1.
01:30 Q/A with Huzoor and Urdu speaking guests.
Rec: 21.07.95, Part 2.
02.30 Spotlight: Speech on 'Annual Ijtima
Khuddam-ul-Ahmadiyya Pakistan'
By Sultan Mahmood Anwar.
03:20 Friday Sermon Rec: 20.09.02
04:20 Tehrik-e-Ahmadiyyat: a quiz Prog No: 30.
05:00 Young Lajna and Nasiraat Mulaqaat:
With Hazoor, Rec: 10.09.00
06:05 Tilaawat, MTA International News.
06:40 Liqaa Ma'al Arab session No: 267,
Rec: 01.04.97
07:40 Spanish Service: Translation of Huzoor's address to ladies Jalsa Germany 1998
08:55 Moshaa'irah: Poetry recital An evening with Mohammad Yaqoob Amjeal
09:36 Tehrik-e-Ahmadiyyat: Prog No: 30 ®
10:15 Indonesian Service: Various Items
11:15 Spotlight: speech on 'Annual Ijtema
Khuddam-ul-Ahmadiyya' Pakistan ®
12:10 Tilaawat, Seerat-un-Nabi, MTA News.
13:00 Majlis-e-Irfaan: Q/A With Huzoor,
Rec: 25.05.01
14:00 Bangla Shomprochar: Various items
15:05 Young Lajna and Nasiraat Mulaqaat ®
16:05 Friday Sermon Rec:20.09.02 ®
17:05 German Service: Various Items
18:10 Liqaa Ma'al Arab session No: 267 ®
19:10 Arabic Service: Various Items
20:10 Children Class: With Huzoor ®
20:40 Q/A with Huzoor: Rec: 21.07.95 ®
21.45 Moshaa'irah: Poetry recital ®
22:36 Mulaqaat with young Lajna and Naasiraat ®

**Monday 23rd September 2002**
**23 Tabook 1381**
**15 Rajab 1423**

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News.
01:00 Kudak: Children's programme No: 41
01:20 Hikaayaat-e-Shreen: "Children Science Club".
Topic: 'Plants and trees'.
01:30 Q/A Session with English speaking guests.
02:30 Ruhaani Khazaa'en: a quiz in Urdu.
On the books of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as)
03:20 Urdu Class: No. 460
Rec: 20.02.99
04:30 Learning Chinese with Usman Chou.
05:00 Rencontre Avec Les Francophones:
Q/A with Huzoor and French speakers
Rec: 16.07.01
06:05 Tilawat, MTA News.
06:30 Liqaa Ma'al Arab Session No: 268
Rec: 02.04.97
07:30 Chinese Programmes from Chinese Book 'Islam among religions'.
08:00 Invitation to Islam: An Urdu speech
By Maulana Sultan Mahmood Anwar
08:45 Q/A Session: Huzoor and English Speakers®
09:55 Khutabaat-e-Imam: Quiz Programme
10:25 Indonesian Service: Various Items
11:25 MTA Travel: a visit to 'San Francisco', USA
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News.
12:50 Urdu Class: Lesson No.460 ®
14:05 Bangla Shomprochar: Various Items
15:05 Rencontre Avec Les Francophones: ®
16:05 French Service: Various Items
17:05 German Service: Various Items
18:05 Liqa Ma'al Arab: Session No.268 ®
19:05 Arabic Service: Various Items
20:05 Kudak: Programme No.41 ®
20:20 Q/A Session ®
21:30 Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme ®
22:15 Rencontre Avec Les Francophones: ®
23:15 MTA Travel a visit to 'San Francisco' USA ®

**Tuesday 24th September 2002**
**24 Tabook 1381**
**16 Rajab 1423**

00.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News.
01.05 Children Corner: A Quiz between members of Naasirat-ul Ahmadiyya, Pakistan.
01:35 Ilmi Khatabaat: 'The chief of all Prophets'
(saw) By Maulana Jalal-ul-din Shams
02:25 Medical Matters: 'Knee Pains'
Hosted by Dr Mujeeb ul Haq Khan
03:15 Around The Globe: 'The Solar System', Part 4
Courtesy of MTA Studios USA.
04:15 Lajna Magazine: Programme No: 30.
05:05 Bengali Mulaqaat: With Huzoor
05.30 Safar Hum Nay Kiya: 'A visit to Hunzah', Pakistan.
06.10 Tilawaat, MTA News
06:35 Liqa Ma'al Arab: Session No:269
Rec: 03.04.97
07:35 MTA Sports: Kabbadee Match
Rabwah vs Faislabad
08.05 Spotlight: An Urdu speech
'Our Responsibilties' By Mirza Abdul Haq
08:45 Dars-ul-Qur'an Session No. 10,
Rec: 21.01.97.
10:20 Indonesian Service: Various Items
11:20 Medical Matters: 'Knee Pain' ®
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
12:55 Q/A Session with English speaking friends.
Rec: 12.03.97
14.00 Bangla Shomprochar: Various Items
15:05 German Mulaqaat: With Huzoor
16:05 Learning French: Lesson no. 27.
With Naveed Marty
17:05 German Service: Various Items
18:10 Liqaa Ma'al Arab Session No.269 ®
19:10 Arabic Service: Various Items
20:10 Children's Corner: ®
20:45 Imi Khitabaat: 'The chief of all Prophets' ®
21:35 Around The Globe: The Solar System, Part 4®
22:35 From The Archives, Friday sermon.
23.35 Safar Hum Nay Kiya ®

**Wednesday 25th September 2002**
**25 Tabook 1381**
**17 Rajab 1423**

00:05 Tilaawat, History of Ahmadiyyat, MTA News.
00.55 Guldastah: Children's Prog No.53.
01:25 Reply To Allegations Rec: 20.04.94.
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02:35 Hamaari Kaa'enaat: 'The Earth and the Solar system' No 27 By Syed Tahir Ahmad
03:05 Urdu Class: No.461
Rec: 24.02.99
04:20 Safar Ham Nay Kiya: A journey to 'Chittrali Patti', Pakistan.
05:05 From the Archives: Friday Sermon
Rec: 22.11.85 - Topic: Namaz
06:10 Tilaawat, MTA News.
06:35 Liqaa Ma'al Arab: Prog No. 270,
Rec: 08.04.97
07:45 Swahili Service: Discussion about 'Jihad' Pt 2 and 'Teaching of the holy Prophet' (saw)
09.05 Reply To Allegations: By Huzoor ®
10:15 Indonesian Service: Various Items
11:15 Safar Ham Nay Kiya. ®
12:05 Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News.
12:45 Urdu Class: No. 461 ®.
14:00 Bangla Shomprochar: Variety Items.
15:05 From The Archives: Friday Sermon ®
16:05 French Mulaqaat: With Huzoor Rec: 15.05.00.
17:05 German Service: Various Items
18:10 Liqaa Ma'al Arab: Prog No.270 ®
19:10 Arabic Service: Various Items.
20.30 From The Archives: Friday Sermon ®
21:10 Guldasta: Programme No.53 ®
21,40 Hamaari Kaa'enaat: 'The Earth' No 27 ®
22:05 Reply To Allegations: By Huzoor ®
23:15 Safar Ham Nay Kiya: ®

**Thursday 26th September 2002**
**26 Tabook 1381**
**18 Rajab 1423**

00.05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
00.40 Spotlight: A lecture on 'Seerat Hadhrat Masih Maud (AS) by Abdus Samih Khan,.
01.00 Waqifeen-e-Nau: Various items.
01.30 Q/A Session: Huzoor with French speaking guest, Rec: 18.10.98
02.35 Al Maa'idah: Cookery Programme.
03.15 Canadian Horizon: Children's Class No.39
Presented by Naseem Mehdi Sahib.
04.25 Computers for Everyone: Educational item.
By Mirza Ghulam Qadir
05.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.272
Rec: 29.09.98
06.05 Tilawat, MTA News
06.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.271
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
07.35 Sindhi Service: Friday Sermon by Huzoor
Rec: 12.09.97
08.40 Q/A Session: Rec: 18.10.98 ®
09.45 Spotlight: An Urdu lecture ®
10.15 Indonesian Service: Various items.
11.13 MTA Travel: 'Around Islamabad'
11.35 Al Maa'idah: ®
12.05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
12.45 Q/A Session: with Urdu speaking guests
13.50 Bangla Shomprochar: Friday Sermon
Rec: 27.12.96
15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.272 ®
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00 French Service: Various items.
17.00 German Service: Various items.
18.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.271 ®
19.05 Arabic Service: Daily items
20.05 Children's Corner: Waqifeen-e-Nau Items ®
20.25 Q/A Session: Rec: 18.10.98
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
21.34 Al Maa'idah: Cookery Programme ®
22.00 Computers For Everyone: ®
22.35 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.272 ®
23.35 MTA Travel: 'Around Islamabad'. ®



Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
*English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,*
Prepared by the MTA Scheduling Department.

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8875 1285
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 | Friday, September 20, 2002 | Issue No. 38


## حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

### مہدیٔ دوران کا مسلمانانِ عالم کو زبردست انتباہ اور اس سے انحراف کے ہولناک نتائج

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود نے ۲۸؍دسمبر ۱۸۹۷ء کے پرمعارف خطاب جلسہ سالانہ کے دوران دنیا بھر کے مسلمانوں کو انتباہ فرمایا کہ:

"ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور **انتباہ** بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے ............ وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے"۔

اس ضمن میں مزید فرمایا:

"آج کل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر ایک اور بڑی آفت جو آ کر پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ اُن کو دینی علوم سے مطلق مَس نہیں ہوتا............ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے............ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو اور میری ابتدا سے یہ خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے...... **اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت اُن کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے**"۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اول طبع دوم صفحہ ۴۳ تا ۴۵)

......☆......☆......☆......

### پاکستان کی نئی نسل کی ہوشربا اور دردناک حالت

امام الزمان کے اس بروقت انتباہ کو پس پشت ڈالنے کے لرزہ خیز اور ہولناک نتائج کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ خصوصاً پاکستان میں جہاں نام نہاد مذہبی مدارس کے استاذ مسلمانوں کی نئی اور معصوم نسل کو اخلاق و علم کے زیور سے آراستہ کرنے کی بجائے انہیں کلاشنکوف کلچر کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ اور مذہبی انتہا پسندی کا نعرہ بلند کر کے طلبہ کی روحِ انسانیت اور اخلاق تک کو ختم کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانیوں کی نئی نسل اسلام سے عملاً بیگانہ محض بلکہ باغی ہو رہی ہے۔ روزنامہ "دن" لاہور نے یکم ؍اور ۳؍مارچ ۲۰۰۱ء کے پرچوں میں یہ انکشاف کر کے زلزلہ بپا کر ڈالا ہے کہ اگلی نسل جس نے مستقبل قریب میں ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہے اس درجہ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوب رہی ہے کہ بلدیاتی انتخابات کے کاغذات کی جانچ پڑتال کے دوران ریٹرننگ آفیسرز ناظم، نائب ناظم اور عام سیٹوں پر کھڑے ہونے والے نوجوانوں کے جوابات سن کر سر پیٹ کر رہ گئے۔ ایک امیدوار نے نماز جنازہ کی چار رکعتیں بتائیں، ایک عظیم سرکاری مسلمان کے عظیم سپوت سید فواد رضا نے جو ناظم کے عہدہ کے لئے میدان میں تشریف لا رہے ہیں آنحضرت ﷺ کی مقدس والدہ ماجدہ کے نام اور پہلی وحی کے زمانہ نزول سے متعلق سراسر لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ جناب سعید احمد صاحب ولد ظہور احمد صاحب یونس کونسل اونچہ کلاں نے آنحضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا اسم مبارک بتانے ہی سے معذوری ظاہر کر دی۔ ایک امیدوار نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کا گنبد خضریٰ مکہ معظمہ میں ہے۔

......☆......☆......☆......

### جماعت احمدیہ کا منفرد عالمی اعزاز

آج دنیا کے پردہ پر صرف جماعت احمدیہ کو یہ **منفرد اعزاز اور خصوصی اور امتیازی شان حاصل ہے کہ** بچوں سے لے کر جوانوں اور بوڑھوں تک ہر ایک فرد بلا کسی استثناء کے اپنی عمر کے اعتبار سے کسی نہ کسی عالمگیر اخلاقی و روحانی ذیلی تنظیم سے وابستہ ہے۔ اور اس کی اگلی نسل پہلی نسلوں سے آگے بڑھنے میں مسابقت فی الخیرات کا حیرت انگیز نمونہ دکھلا رہی ہے اور اس کے قابل رشک اسلامی اور اخلاقی کارناموں نے اقتدار کے بڑے بڑے محلات کو بھی سرنگوں کر دیا ہے۔ اور **یہ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کی خدا نما تعلیم اور نظام خلافت کا اعجاز ہے۔**

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
(درثمین)

## گھانا کے صدر مملکت کے مشیر اور ممبر آف کونسل گھانا

### جناب الحاج الحسن بن صالح صاحب کا حاضرین جلسہ برطانیہ ۲۰۰۲ء سے خطاب

الحاج حسن بن صالح سٹیٹ کونسل آف گھانا کے ممبر اور گھانا کے صدر مملکت کے مشیر بھی ہیں۔ ایک پرانے سول سروس کے ملازم کے طور پر بہت اہم عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی ہیں اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے ہر دم کوشاں ہیں۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۲ء کے موقع پر آپ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

جب کوئی انسان اس قسم کے مجمع کو خطاب کرنے کے لئے آتا ہے اور اس سے پہلے بڑے بڑے فلاسفر اور سیاست دان خطاب کر چکے ہوتے ہیں تو پھر کچھ کہنے کو رہ نہیں جاتا۔ خاص طور پر جب کہ ان سب نے وہ باتیں کہی ہوں جن پر انسان خود یقین رکھتا ہو۔ مَیں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے خطاب کر چکے ہیں اور انہوں نے ہی میری حوصلہ افزائی کی ہے کہ مَیں اپنا خطاب جاری رکھوں۔

جب مجھے اس بین الاقوامی جلسہ پر مدعو کیا گیا تو کئی وجوہات کی بنا پر مجھے بہت مسرت ہوئی۔ مکرم الحاج الحسن بن صالح صاحب نے بتایا کہ یہ میرے والد محترم الحاج امام صالح ہی تھے جو احمدیت کو سالٹ پانڈ سے ۵۰۰ میل شمال میں متعارف کروانے کا ذریعہ تھے۔ آپ اور آپ کا خاندان ہر نماز میں اپنے احمدیت قبول کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ الحاج الحسن بن صالح صاحب نے کہا کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ پر مظالم ہونے سے بہت پہلے میرے خاندان کو گھانا میں احمدیت کی بنا پر طرح طرح کی اذیتیں سہنی پڑیں۔

آپ نے کہا کہ: یہ میری خوش قسمتی تھی کہ جب مَیں سفر پر روانہ ہونے لگا تو ہمارے ملک کی دو اہم شخصیتوں نے دو اہم کام میرے سپرد کئے۔ پہلا کام مجھے عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ گھانا نے دیا ان کا حکم تھا کہ اگر مَیں اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان سے یہاں پہنچ جاؤں تو مَیں ان کی طرف سے اور پوری جماعت احمدیہ گھانا کی طرف سے آپ سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پہنچا دوں اور آپ سے درخواست کروں کہ آپ سب گھانا میں احمدیت کی ترقی کے لئے عاجزانہ دعائیں جاری رکھیں۔

دوسری اہم ذمہ داری مجھے صدر مملکت گھانا جناب جان ایگیکم کوفور (John Agyekum Kufuor) نے مجھے سونپی۔ انہوں نے ایک ذاتی خط لکھ کر میرے حوالے کیا اور حکم دیا کہ میرے اور حضور ایدہ اللہ کے درمیان کسی کی مداخلت نہ ہو اور مَیں یہ خط سیدھا حضور کے ہاتھ میں دوں۔ یہ بتاتے ہوئے مجھے بہت خوشی ہے کہ مَیں آج صبح یہ ذمہ داری بھی پوری کر سکا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مَیں اپنی دونوں ذمہ داریاں اس وقت کماحقہ ادا کر چکا ہوں۔

آپ نے کہا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مَیں پیدائشی احمدی ہوں اور ۷۰ سال پہلے احمدی خاندان میں پیدا ہوا۔ مَیں سول سروس میں تھا اور گھانا کی سول سروس میں ترقی کرتے ہوئے مستقل سیکرٹری کے عہدہ تک پہنچا۔ شعبہ مال، امور خارجہ سے ہوتا ہوا مَیں نے وزارت زراعت سے ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن حاصل کی۔

جناب الحسن بن صالح صاحب نے بتایا کہ ۱۹۷۲ء میں مَیں نے جب حج بیت اللہ کے سفر کا ارادہ کیا تو اس کے لئے ویزا حاصل کرنے کے بعد جب میں Accra کے ائرپورٹ پر پہنچا اور جہاز میں بیٹھ گیا اور جہاز کی پرواز میں ۲۰ منٹ باقی تھے کہ سعودی عرب کے سفیر مطار پر آ پہنچے۔ انہیں کسی نے بتایا تھا کہ حاجی امام صالح کا بیٹا حج کو جا رہا ہے اور اگر اسے حج بیت اللہ کی اجازت دی گئی تو گویا تمام گھانا کے احمدی مکہ مکرمہ چلے گئے۔ جب میں جہاز میں بیٹھا ہوا تھا تو یہ تکلیف دہ پیغام آیا کہ الحاج صالح کا بیٹا جہاز سے اتر آئے۔ جب مَیں جہاز سے اترا تو سعودی عرب کا سفیر میرے انتظار میں کھڑا تھا اور اس نے مجھ سے پاسپورٹ مانگا اور لے کر سعودی عرب کا ویزا منسوخ کر دیا اور میرا تمام سامان وغیرہ جہاز سے اتروا لیا گیا۔ اس کے ۲۷ سال بعد پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حج بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائی۔

آیئے ہم سب مل کر دلی محبت سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ گھانا میں جماعت احمدیہ اور گھانا کی حکومت اور عوام پر اپنا بے انتہا فضل نازل کرے تاکہ ہم سب اتفاق سے رہ سکیں۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔